ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۳ جون ۱۹۵۸ء

۵؍

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

اَحادیث الرسُول صلّی اللہ علیہ وسلّم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قُبِرَ الْمَیِّتُ اَتَاهُ مَلَکَانِ اَسْوَدَانِ اَزْرَقَانِ یُقَالُ لِاَحَدِهِمَا الْمُنْکَرُ وَلِلْاٰخَرِ النَّکِیْرُ فَیَقُوْلَانِ مَا کُنْتَ تَقُوْلُ فِیْ هٰذَا الرَّجُلِ فَاِنْ کَانَ مُؤْمِنًا فَیَقُوْلُ هُوَ عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُوْلُهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ هٰذَا ثُمَّ یُفْسَحُ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا فِیْ سَبْعِیْنَ ثُمَّ یُنَوَّرُ لَهٗ فِیْهِ ثُمَّ یُقَالُ لَهٗ نَمْ فَیَقُوْلُ اَرْجِعُ اِلٰی اَهْلِیْ فَاُخْبِرُهُمْ فَیَقُوْلَانِ نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ الَّذِیْ لَا یُوْقِظُهٗ اِلَّا اَحَبُّ اَهْلِهٖ اِلَیْهِ حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ وَاِنْ کَانَ مُنَافِقًا قَالَ سَمِعْتُ النَّاسَ یَقُوْلُوْنَ قَوْلًا فَقُلْتُ مِثْلَهٗ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ قَدْ کُنَّا نَعْلَمُ اَنَّكَ تَقُوْلُ ذٰلِكَ فَیُقَالُ لِلْاَرْضِ الْتَئِمِیْ عَلَیْهِ فَتَلْتَئِمُ عَلَیْهِ فَتَخْتَلِفُ اَضْلَاعُهٗ فَلَا یَزَالُ فِیْهَا مُعَذَّبًا حَتّٰی یَبْعَثَهُ اللّٰهُ مِنْ مَضْجَعِهٖ ذٰلِكَ۔ رواہ الترمذی

قبر میں سوال وجواب

ترجمہ۔ ابو ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے کہ جب قبر میں مُردہ کو رکھ دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے کالی کیری آنکھوں والے آتے ہیں جن میں سے ایک کا نام مُنکر اور دوسرے کا نکیر۔ وہ دونوں اس مُردہ سے پوچھتے ہیں تو اس شخص کی نسبت کیا کہتا تھا (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت) پس وہ مردہ جواب میں کہے گا کہ وہ خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ خدا کے بندے اور خدا کے رسول ہیں۔" (یہ سُن کر) وُہ دونوں فرشتے کہتے ہیں۔ کہ ہم کو معلوم تھا تُو یہ جواب دے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر کو ستر ستر گز طول و عرض میں کشادہ کر دیا جاتا ہے۔ پھر قبر میں روشنی کی جاتی ہے اور اس سے کہا جاتا ہے "سو رہ" مُردہ ان سے کہتا ہے۔ میں اپنے اہل و عیال میں واپس جانے کا خیال رکھتا ہوں تاکہ ان کو اس حال سے آگاہ کر دوں۔ فرشتے پھر (یہی) کہتے ہیں کہ (اب) تو سو رہ جس طرح وہ دُلہن سوتی ہے جس کو صرف وہی شخص جگا سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہے۔ یہاں تک کہ خدا تجھ کو اس جگہ سے اُٹھائے۔ (یہ کیفیت تو مومن مردہ کی ہے) اور جو (مردہ) منافق ہو وہ اُن کے جواب میں کہتا ہے کہ مَیں نے جو کچھ لوگوں کو کہتے سُنا تھا وہی مَیں کہتا تھا۔ لیکن مَیں اس کی حقیقت سے ناواقف تھا۔ دونوں فرشتے اس کے جواب کو سُن کر کہتے ہیں ہم جانتے تھے تو ایسا کہے گا۔ پس زمین کو حکم دیا جائے گا کہ اس کو دبا۔ زمین اس کو دبائے گی کہ اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر نکل جائیں گی۔ اور وہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔ یہاں تک کہ خُدا اس کو اس جگہ سے اُٹھائے (ترمذی)

عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ رَبِّیَ اللّٰهُ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ دِیْنِیَ الْاِسْلَامُ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هُوَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ وَمَا یُدْرِیْكَ فَیَقُوْلُ قَرَأْتُ کِتٰبَ اللّٰهِ فَاٰمَنْتُ بِهٖ وَصَدَّقْتُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ الْاٰیَةَ قَالَ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ صَدَقَ عَبْدِیْ فَافْرِشُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی الْجَنَّةِ فَیُفْتَحُ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ رَّوْحِهَا وَطِیْبِهَا وَیُفْسَحُ لَهٗ فِیْهَا مَدَّ بَصَرِهٖ وَاَمَّا الْکَافِرُ فَذَکَرَ مَوْتَهٗ قَالَ وَیُعَادُ رُوْحُهٗ فِیْ جَسَدِهٖ وَیَاْتِیْهِ مَلَکَانِ فَیُجْلِسَانِهٖ فَیَقُوْلَانِ مَنْ رَّبُّكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ لَهٗ مَا دِیْنُكَ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ فَیَقُوْلُ هَاهْ هَاهْ لَا اَدْرِیْ فَیُنَادِیْ مُنَادٍ مِّنَ السَّمَآءِ اَنْ کَذَبَ فَافْرِشُوْهُ مِنَ النَّارِ وَاَلْبِسُوْهُ مِنَ النَّارِ وَافْتَحُوْا لَهٗ بَابًا اِلَی النَّارِ قَالَ فَیَاْتِیْهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُوْمِهَا قَالَ وَیُضَیَّقُ عَلَیْهِ قَبْرُهٗ حَتّٰی تَخْتَلِفَ فِیْهِ اَضْلَاعُهٗ ثُمَّ یُقَیَّضُ لَهٗ اَعْمٰی اَصَمُّ مَعَهٗ مِرْزَبَّةٌ مِّنْ حَدِیْدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا فَیَضْرِبُهٗ بِهَا ضَرْبَةً یَسْمَعُهَا مَا بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ اِلَّا الثَّقَلَیْنِ فَیَصِیْرُ تُرَابًا ثُمَّ یُعَادُ فِیْهِ الرُّوْحُ۔ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْ دَاوٗدَ

عذابِ قبر

براء ابن عاذبؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے کہ مُردے کے پاس دو فرشتے آتے ہیں۔ پس بٹھاتے ہیں اس کو اور پوچھتے ہیں۔ اُس سے کہ تیرا رب کون ہے وہ جواب میں کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں۔ تیرا دین کیا ہے۔ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ پوچھتے ہیں۔ کہ جو شخص (خدا کی طرف سے) تمہارے پاس بھیجا گیا تھا۔ وُہ کون ہے وہ کہتا ہے کہ وہ خُدا کا رسول ہے۔ پھر فرشتے پوچھتے ہیں کس چیز نے تجھ کو یہ باتیں بتلائیں۔ وُہ کہتا ہے۔ مَیں نے خدا کی کتاب کو پڑھا اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ یہی معنی ہیں خدا کے اس قول کے یثبت اللہ الذین اٰمنو بالقول الثابت (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ) پھر ایک شخص آسمان سے پُکار کر کہے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا۔ پس اس کے لئے جنّت کا فرش بچھاؤ اور اس کو جنّت کا لباس پہناؤ۔ اور اس کے واسطے جنّت کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ پس جنّت کی طرف دروازہ کھول دیا جائیگا اب رہا کافر تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس کی موت کا ذکر فرمایا اور اس کے بعد کہا کہ پھر اس کی رُوح اس کے جسم میں ڈالی جاتی ہے۔ اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور اُس کو بٹھا کر پوچھتے ہیں تیرا رب کون ہے۔ وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا پھر وہ پوچھتے ہیں تیرا دین کیا ہے وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر وہ پوچھتے ہیں وہ شخص کون ہے جس کو تم میں بھیجا گیا تھا وہ کہتا ہے ہاہ ہاہ مَیں نہیں جانتا۔ پھر ایک پکارنے والا آسمان سے پکار کر کہے گا۔ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا فرش بچھاؤ۔ آگ کا لباس اس کو پہناؤ اور اس کے واسطے دوزخ کی طرف ایک دروازہ کھول دو۔ آپ نے کہا کہ دوزخ سے اس کے پاس گرم ہوائیں اور لوئیں آتی ہیں اور اس کی قبر اس کے لئے تنگ کی جاتی ہے یہاں تک کہ اِدھر کی پسلیاں ادھر اور اُدھر کی

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

جلد ۴ | جمعۃ المبارک ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۳ جون ۱۹۵۸ء | شمارہ ۵

اِنتخابات کی تیاری

حکومت اور الیکشن کمشنر کی طرف سے بار بار یہ اعلان کیا جا رہا ہے کہ عام انتخابات اس سال ماہ نومبر میں منعقد ہونگے اس کے ساتھ ساتھ یہ اعلان بھی کیا جا رہا ہے کہ انتخابات آزادانہ ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں بد گمانی سے بچائے۔ لیکن گیارہ سالہ تجربہ ہمیں یہ کہنے پر مجبور کر رہا ہے۔ کہ اس بد قسمت ملک میں شاید عام انتخابات ہو ہی نہ سکیں۔ کیونکہ بر سرِاقتدار طبقہ کی نیّت درست معلوم نہیں ہوتی۔ وہ اپنی کرسیوں کو محفوظ رکھنے کے لئے انتخابات کے التوا کا بہانہ تلاش کر رہے ہیں۔ اب تو لعض سیاسی حلقوں میں بھی اس خدشہ کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ کہ شاید انتخابات نومبر میں نہ ہوسکیں۔ ان قیاس آرائیوں سے ہماری رائے کی تائید ہو رہی ہے۔ اگر ایک دفعہ انتخابات ملتوی ہوگئے۔ تو پھر یہ دروازہ ایسا کھُلے گا کہ شاید کبھی بند نہ ہو سکے۔ اس ملک میں عام انتخابات کا سرکاری مداخلت سے آزاد ہونا بھی مشکل ہے۔ افسروں کی تقرری اور تبادلے مداخلت کی غمّاضی کر رہے ہیں۔

عام انتخابات ماہ نومبر میں ہوں یا نہ ہوں تمام سیاسی پارٹیاں اس کے لئے تیاریاں کر رہی ہیں۔ ان کے لیڈر انتخابی مہم کا آغاز کر چکے ہیں اگرچہ وہ ایک دوسرے کے خلاف کیچڑ اچھال کر اپنے کردار کا اچھا نمونہ پیش نہیں کر رہے۔ لیکن مذہبی جماعتیں ابھی تک خاموش ہیں۔ ہر سیاسی پارٹی نے اپنے زمانۂ اقتدار میں انتخابات کے لئے جائز اور ناجائز ذرائع سے کروڑوں روپے جمع کر رکھے ہیں۔ یہ روپیہ اب پانی کی طرح بہایا جائے گا۔ اس سے ووٹ خریدے جائیں گے۔ مذہبی جماعتوں کے پاس فقط اسلام کی دولت ہے۔ جو ساری دُنیا کے لئے پیغامِ رحمت ہے۔ اور وہ اسی پیغام سے پاکستان کے عوام کو روشناس کرنا چاہتی ہیں۔ اس کے لئے وہ کیا طریقِ کار اختیار کریں گی؟ اس کا فیصلہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا انتخابی بورڈ اپنے ۱۶ - ۱۷ جون ۱۹۵۸ء والے اجلاس میں کرے گا۔ جس میں شرکت کے لئے مقتدر علماء کرام اور صوفیاء عظام ان ایّام میں لاہور تشریف لا رہے ہیں۔

انتخابی بورڈ میں شریک ہونے والے حضرات سے ہمارا کچھ عرض کرنا سُورج کو چراغ دکھانا ہے۔ لیکن موقعہ کی نزاکت کا احساس دلانے کے لئے ہم چند باتیں عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان یہ فیصلہ تو کر چکی ہے۔ کہ وہ انتخابات میں حصّہ لے گی۔ لیکن انتخابات میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے ابھی تک عملی جد و جہد کا آغاز نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے کہ یہ جد و جہد انتخابی بورڈ کے اجلاس کے بعد شروع ہو۔ وقت کی قلّت اور کام کی اہمیّت تقاضا کرتی ہے کہ علماء کرام صوفیاء عظام اور دینی مدارس کے طلباء درس گاہوں خانقاہوں اور حجروں کو چھوڑ کر میدانِ عمل میں کُود پڑیں۔ قوم کو کتاب و سنّت کی روشنی میں انتخابات کے متعلق اس کی ذمہ داری کا احساس دلائیں۔ اسلام کی ضرب کاری سے برادریوں۔ ذاتوں اور خاندانوں کے بُت توڑ کر رائے دہندگان کو اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کے معیار پر امیدواروں کو پرکھنے کی اہمیّت سُجھائیں۔ قوم کو آپ کی رہنمائی کی ضرورت ہے۔ اور وہ آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہے۔ مانا کہ آپ کے پاس دُنیوی دولت نہیں۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کو اور آپ کے متعلقین کو ایمان کی جو لازوال دولت عطا فرمائی ہے وہ لے کر جب آپ میدان میں کود یں گے تو اللہ تعالےٰ کی غیبی قوتیں آپ کی امداد فرمائینگی۔ اور فتح کا سہرا آپ کے سر ہوگا۔ لیکن اگر آپ چاہیں کہ آپ اپنے موجودہ مشاغل بھی ترک نہ کریں اور انتخابات بھی جیت لیں تو یہ سُنّت اللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم اور صحابہ کرام رضؓ کے اسوۂ حسنہ کے خلاف ہے۔ ہنگامی حالات میں حضور اور صحابہ کرام رضؓ نے اپنے روز مرہ کے تمام مشاغل ترک کر کے ہی غزوات و سرایا میں فتح حاصل کی تھی۔ اب بھی ہنگامی حالات پیدا ہوچکے ہیں۔ موجودہ قیادت نے ملک اور قوم کو تباہی کے کنارہ پر پہنچا دیا ہے۔ اس کو ووٹ کے ذریعہ ہی بدلا جا سکتا ہے۔ اس وقت ووٹ حاصل کرنا جنگ کے لئے فراہمی اسلحہ سے کسی طرح کم نہیں۔ خدارا موقعہ کی نزاکت کا احساس کیجئے اور میدانِ عمل میں کود یئے۔ اللہ تعالےٰ آپ کی امداد فرمائے گا۔

نئے سینما گھر کی تعمیر

ہماری قوم میں سینما بینی کا شوق جس قدر ترقی کر رہا ہے اس کا اندازہ آپ کو در و دیوار پر لکھے ہوئے اور اخبارات و رسائل میں شائع شدہ اشتہارات سے بخوبی ہوسکے گا۔ فلمی پرچوں کی روز افزوں مانگ اور نئے سینما گھروں کی تعمیر بھی اس شوق کی غمازی کر رہی ہے۔ سینما بینی کے اسی شوق کا نتیجہ ہے کہ قوم آہستہ آہستہ جرائم پیشہ بنتی جا رہی ہے۔ اور جرائم کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ لعض بیدار مغز مجسٹریٹ اور سیشن جج صاحبان نے اپنے لعض فیصلہ جات میں بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ اسی شوق نے ہمارے نوجوانوں کی تعلیمی حالت کو حد درجہ پست کر دیا ہے۔ ہر سال میٹرک سے لے کر ایم۔ اے کے امتحانات میں فیل ہونے والوں کی بے شمار تعداد اس کا زندہ ثبوت ہے۔

اس خطرناک صورت حال کا مقابلہ کرنا عوام اور حکام دونوں کا فرض ہے۔ لیکن موجودہ سینما گھروں میں "ڈائریز

طلبہ کے لئے الوداعی خطاب

(از جناب ابوالحسن صاحب قاسمی ناظم انجمن خدام ملت ملتان شہر)

تمہیں وطن کے نگہباں تمہیں وطن کے امیں
یہ ملک پاک زمیں ہے تمہیں ہو اس کے مکیں

یہ ایک بات ہمیشہ ہی یاد رکھنا تم
جُھکے نہ غیر کے آگے کبھی تمہاری جبیں

تمہیں جہاں میں ہوں منصب کی رفعتیں حاصل
مگر نہ ہاتھ سے جائے کبھی تمہارے دیں

ہمیشہ خُلقِ مجسّم ہی بن کے تُم رہنا
نہیں ہے خلق تو پھر آدمی میں کچھ بھی نہیں

ہے رنجہائے زمانہ میں عظمتِ اِنساں!
حوادثاتِ زمانہ سے ہوں کبھی نہ حزیں

ہو دل میں خدمتِ مِلّت کا جذبۂ کامل
اسی سے مِلتی ہے اِنساں کو عزّت و تمکیں

ہیں فیض علم و ادب کے اساتذہ موجب
نہ بھول جانا تم اپنے ہی محسنوں کو کہیں

رہو جہاں میں سلامت ہے قاسمی کی دُعا
بنو بہ سیرت و کردار و خلق نیک تریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ یوم الجمعہ ۱۷ ذیقعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۶ جون ۱۹۵۸ء

انسان پر ایک بہت بڑی ذمہ داری والدین اور رشتہ داروں سے اچھا سلوک ہے

(از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب جامع مسجد شیرانوالہ دروازہ لاہور)

پہلا ثبوت

(وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَقُولُوا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَآتُوا الزَّكَاةَ ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ إِلَّا قَلِيلًا مِنْكُمْ وَأَنْتُمْ مُعْرِضُونَ)

سورہ البقرہ رکوع ۱۰ پارہ ۱

ترجمہ - اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرنا - اور ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں سے اچھا سلوک کرنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا - اور نماز قائم کرنا - اور زکوٰۃ دینا - پھر سوائے چند آدمیوں کے تم میں سے سب مُنہ موڑ کر پھر گئے -

اس آیت

میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کے بعد سب سے پہلے ماں باپ اور رشتہ داروں سے اچھّا سلوک کرنے کی تلقین ہُوئی ہے اگرچہ اس آیت میں اور بھی مسائل ہیں - مگر اس آیت کے اس موقعہ پر پیش کرنے سے فقط ماں باپ اور دوسرے رشتہ داروں سے حُسن سلوک ثابت کرنا میرا مقصد تھا -

دُوسرا ثبوت

(وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ) سورہ لقمان رکوع ۲ پارہ ۲۱

ترجمہ اور ہم نے انسان کو اس کے ماں باپ کے متعلق تاکید کی ہے - اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اُٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا - اور دو برس میں اس کا دُودھ چھُڑانا ہے کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کرے - میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے -

یعنی

اے انسان اگر تم نے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک نہ کیا - اور میری شکر گزاری نہ کی - تو یاد رکھو کہ تم نے میرے ہاں ہی لوٹ کر آنا ہے - پھر سوچ لو کہ تمہاری نافرمانی کے باعث میری طرف سے تمہارے ساتھ کیا سلوک ہوگا -

نافرمانوں کے متعلق اس کا بیان

سن لو - (فَيَوْمَئِذٍ لَا يُعَذِّبُ عَذَابَهُ أَحَدٌ وَلَا يُوثِقُ وَثَاقَهُ أَحَدٌ) سورہ الفجر رکوع ۱ پارہ ۳۰

ترجمہ - پس اس دن کا سا عذاب کوئی بھی نہ دے گا - اور نہ اس کے جکڑنے کے برابر کوئی جکڑنے والا نکلے گا -

تیسرا ثبوت

(يَسْأَلُونَكَ مَاذَا يُنْفِقُونَ قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ)

سورہ البقرہ رکوع ۲۶ پارہ ۲

ترجمہ - آپ سے پوچھتے ہیں - کیا خرچ کریں - کہدو - جو مال بھی تم خرچ کرو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور مسافروں کا حق ہے - اور جو نیکی تم کرتے ہو - سو بیشک اللہ اسے خوب جانتا ہے -

حاصل

یہ ہے کہ جن مصارف خیر میں مال خرچ کرنے کا ارشاد ہُوا ہے - ان میں سے سب سے پہلے والدین اور ان کے بعد رشتہ داروں کا نام لیا گیا ہے - اس سے آپ اندازہ لگالیں کہ سب سے پہلے والدین کی خدمت اور ان کی دلجوئی انسان کا فرض ہے -

تین شہادتیں کافی ہیں

میرا خیال ہے - اللہ تعالیٰ کی کلام پاک سے جو تین شہادتیں میں نے پیش کی ہیں جن سے یہ ثابت ہُوا ہے کہ ماں باپ کی خدمت اور ان کی دلجوئی ہر انسان کے ذمہ لازمی اور اشد ضروری ہے - یہ تینوں شہادتیں کافی ہیں -

عقل کا تقاضا بھی یہی ہے

اللہ تعالیٰ کے فرامین کے علاوہ اگر اپنی عقل سے کام لے - تو عقل کی راہ نمائی بھی یہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر کسی شخص کو راضی رکھنا انسان کا فرض ہے تو سب سے پہلے یہ درجہ ماں باپ کا ہی ہے - کیونکہ اللہ تعالےٰ کے بعد اگر غور سے دیکھا جائے تو ماں باپ سے بڑھ کر انسان کا کوئی محسن نہیں ہے -

اپنے محسن کی شکر گزاری کا جذبہ

انسان تو بجائے خود رہا - درندوں میں بھی پایا جاتا ہے - لاہور کے چڑیاگھر میں جاکر یہ تماشا ملاحظہ کیجئے - کہ شیروں کا جو خادم ہے - جب وہ شیر کے کمرے سے باہر کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے - اور شیر کو بلاتا ہے تو شیر خواہ لیٹا ہُوا ہو - اس کی آواز سُن کر فوراً کٹہرے کے پاس کھڑا ہو جاتا ہے اور وہ خادم شیر کی گردن اور پیٹھ پر اس طرح ہاتھ پھیرتا ہے جس طرح کہ بکری کی گردن اور پیٹھ پر ہاتھ پھیر رہا ہو - جب تک وُہ خادم خود بس نہ کرے - شیر چُپکے سے کھڑا رہتا ہے -

زمین پر بسنے والوں میں اشرف المخلوقات

اے انسان - تمام روئے زمین پر بسنے والوں میں سے تم تو اشرف المخلوقات ہو اے انسان تم ہی تو خلیفۃ اللہ (اللہ تعالےٰ کے نائب) فی الارض ہو - اللہ تعالےٰ کا قرآن مجید میں اعلان ہے -

(هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا)

سورہ البقرہ رکوع ۳ پارہ ۱

ترجمہ۔ اللہ وُہ ہے۔ جس نے جو کچھ زمین میں ہے سب تمہارے لئے پیدا کیا۔

اے انسان تیرے اندر بھی

محسن کے احسان کے شکریہ کا جذبہ اللہ تعالےٰ نے یقیناً رکھا ہے۔ لہٰذا تیری فطرت تجھے اندر سے پیغام پہنچا رہی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے بعد ماں باپ کی دلجوئی کر۔ اور انہیں ہر ممکن طریقہ سے راضی رکھنے کی کوشش کر۔ ان کی اطاعت اپنے نفس کے حکم سے پہلے ماں باپ کا حکم مان۔ اپنے پیٹ میں لقمہ ڈالنے سے پہلے ماں باپ کے منہ میں لقمہ ڈال۔

اے انسان وُہ وقت یاد کر

جب تم شیرخوار تھے۔ تیرا باپ جو کچھ کما کر لاتا تھا۔ اس میں سے پہلے تیرے منہ میں لقمہ ڈالتے تھے۔ پھر آپ کھاتے تھے۔ اپنی ضرورتوں سے پہلے تیری ضرورتوں کا لحاظ رکھتے تھے۔ تیری ضرورتوں سے جو رزق بچ جاتا تھا اس سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے تھے۔

اے انسان اگر میری نشاندہی

ٹھیک ہے۔ تو اب جب ماں باپ بوڑھے ہوگئے ہیں۔ اب تیرا فرض ہے کہ جو سماں اُنہوں نے تیرے ضعف و ناتوانی کی حالت میں تمہیں دکھایا تھا اب تیری شرافت۔ تیری دیانت۔ تیری ایمانداری۔ تیری انسانیت کا یہ تقاضا ہے۔ کہ اب تو ان کے مقام پر آجا۔ جو تیرے بچپن میں ان کا تھا۔ اور ان کو اس مقام پر لاکر بٹھا۔ جو تیرے بچپن میں تیرا تھا۔

اے انسان اگر تو نے یہ سماں بنا کر دکھایا

تب تو انسان ہوگا۔ ورنہ درندوں سے بدترین ہوگا۔ اگرچہ تو شکل میں انسان ہوگا۔ مگر اخلاقی نقطہ نگاہ میں تیرا مقام درندوں سے بدتر ہوگا۔

بدتر کی وجہ بھی سُن لو

اے اللہ تعالےٰ کے حکم کے خلاف ماں باپ کی دل آزاری کرنے والے انسان۔ یاد رکھ۔ درندوں کے لئے دوزخ کی سزا نہیں ہے۔ اور اللہ تعالےٰ کے حکم سے بغاوت کرنے اور ماں باپ ایسے محسنوں کی دل آزاری کرنے والے انسان کے لئے دوزخ کی سزا ہے۔ دوزخ کے متعلق

شاہنشاہی اعلان سنو

وَیَتَجَنَّبُھَا الْاَشْقَی ۝ الَّذِیْ یَصْلَے الْکُبْرٰی ۝ ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی ۝

سورہ الاعلیٰ پارہ عم

ترجمہ۔ اور اس (نصیحت کے قبول کرنے) سے بڑا بدنصیب الگ رہے گا جو سخت آگ میں داخل ہوگا۔ پھر اس میں نہ تو مرے گا اور نہ جئے گا۔

گزشتہ سطور کا حاصل

یہ ہے کہ اے انسان اللہ تعالےٰ کے حکم کے علاوہ تیری انسانیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ تو ماں باپ کی اطاعت خدمت اور دلجوئی کرے اور یہ تیرا فطرتی جذبہ اور تیری عقل کا اپنا مطالبہ ہے۔ وما علینا الا البلاغ

آج کے خطبہ جمعہ پر ارشادات رسالت پناہ

ماں باپ کی دُعا یا بددُعا کا نتیجہ

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ رواہ ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی امامہ سے روایت ہے۔ تحقیق ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ ماں باپ کا اولاد پر کیا حق ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ دونوں تیرا بہشت ہیں۔ اور (یا) تیرا دوزخ ہیں۔

یعنی

اگر تم نے ان کی دُعائیں لیں تو بہشت میں داخل ہوگے۔ اور اگر انہوں نے بددُعائیں دیں تو دوزخ میں جا داخل ہوگے

ماں باپ کو شفقت کی نظر سے دیکھنے کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ وَلَدٍ بَارٍّ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَّبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَاَطْیَبُ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو بیٹا کہ ماں باپ کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے اللہ اس کے حساب میں ہر نظر کے بدلے ایک مقبول حج کا ثواب لکھتا ہے صحابہؓ نے عرض کی اگرچہ دن بھر میں سو مرتبہ دیکھے۔ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ اللہ بہت بڑا اور پاکیزہ ہے۔

ماں باپ کے مرنے کے بعد ان کے حق میں دُعا کرنے کا ثواب

عَنْ اَنَسٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ لَیَمُوْتُ وَالِدَاہُ اَوْ اَحَدُھُمَا وَاِنَّہٗ لَھُمَا لَعَاقٌّ فَلَا یَزَالُ یَدْعُوْ لَھُمَا وَیَسْتَغْفِرُ لَھُمَا حَتّٰی یَکْتُبَہُ اللّٰہُ بَارًّا رواہ البیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ انسؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بیشک ایک بندہ (ایسا ہوتا ہے) کہ اس کے دونوں ماں باپ یا ان دونوں میں سے ایک مر جاتا ہے۔ درآنحالیکہ وہ آدمی دونوں کا نافرمان تھا۔ بس ہمیشہ ان کے لئے دُعا کرتا رہتا ہے۔ اور ان کے لئے بخشش طلب کرتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اس کو فرمانبردار ہونے والا لکھ دیتا ہے۔

حاصل

یہ نکلا کہ اگرچہ مرتے دم تک ماں باپ کا مخالف رہا ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اس کی والدین کی نافرمانی کے سب گناہ معاف فرما دیگا۔ پہلے نافرمانی کے باعث دوزخ میں جاتا۔ اب بہشت میں جائے گا۔

بیوی کے مقابلے میں ماں کا درجہ

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ اَنَّ رَجُلًا اَتَاہُ فَقَالَ اِنَّ لِیْ امْرَاَۃً وَاِنَّ اُمِّیْ تَاْمُرُنِیْ بِطَلَاقِھَا فَقَالَ لَہٗ اَبُو الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ فَاِنْ شِئْتَ فَحَافِظْ عَلَی الْبَابِ اَوْ ضَیِّعْ رواہ الترمذی و ابن ماجہ

ترجمہ۔ ابی الدرداء سے روایت ہے۔ بیشک ایک شخص اس کے پاس آیا۔ پھر کہا کہ ایک میری بیوی ہے اور تحقیق میری ماں مجھے اس کو طلاق دینے کا حکم کرتی ہے۔ تب ابو الدرداء نے فرمایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے۔ کہ باپ بہشت کا درمیانی دروازہ ہے۔ پس اگر تو چاہتا ہے تو اس دروازے کی حفاظت کر (یعنی ایسا نہ ہو کہ تیری نافرمانی کرنے کے باعث

وہ دروازہ بند ہو جائے) یا اُسے بند کرے۔

حاصل

یہ نکلا۔ کہ جو شخص ماں باپ کو راضی رکھے گا اس کے لئے بہشت کے دروازے کھل جائیں گے۔ اور جو ناراض کریگا۔ اس کے حق میں بند ہو جائینگے۔

ماں کی خدمت سے بہشت کا ٹکٹ

عَنْ مُعٰوِيَةَ بْنِ جَاهِمَةَ اَنَّ جَاهِمَةَ جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَدْتُّ اَنْ اَغْزُوَ وَقَدْ جِئْتُ اَسْتَشِيْرُكَ فَقَالَ هَلْ لَكَ مِنْ اُمٍّ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَالْزِمْهَا فَاِنَّ الْجَنَّةَ عِنْدَ رِجْلِهَا

رواہ احمد والنسائی والبیہقی فی شعب الایمان

ترجمہ۔ معاویہؓ بن جاہمہ سے روایت ہے تحقیق جاہمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ پھر عرض کی یا رسول اللہ میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں جہاد پر جاؤں۔ اور میں آپ سے مشورہ کرنے کے لئے آیا ہوں۔ پھر آپ نے فرمایا۔ کیا تیری ماں ہے۔ عرض کی۔ ہاں۔ آپؐ نے فرمایا۔ پھر اسی کے پاس رہ پس تحقیق بہشت اسی کے پاؤں کے پاس ہے۔

فقط دُودھ پلانے والی ماں کا ادب

(عَنْ اَبِي الطُّفَيْلِ قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعْرَانَةِ اِذْ اَقْبَلَتْ اِمْرَاَةٌ حَتّٰى دَنَتْ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَبَسَطَ لَهَا رِدَائَهٗ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ فَقُلْتُ مَنْ هِيَ فَقَالُوْا هِيَ اُمُّهُ الَّتِيْ اَرْضَعَتْهُ رواہ ابوداؤد

ترجمہ۔ ابی الطفیل سے روایت ہے۔ کہا۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔ جب جعرانہ میں گوشت تقسیم فرما رہے تھے ناگہاں ایک عورت آئی۔ یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آگئی۔ پھر آپ نے اس کے لئے اپنی چادر بچھائی پھر وہ اس پر بیٹھ گئی۔ میں نے کہا یہ کون ہے۔ مجھے لوگوں نے بتلایا۔ یہ آپؐ کی ماں ہے جس نے آپؐ کو دودھ پلایا تھا۔

حاصل

یہ نکلا کہ جننے والی ماں کے علاوہ جس ماں کا دودھ بچپن میں پیا ہو اس کا ادب کرنا اور اس کی خدمت کرنا بھی ضروری ہے۔

ماں باپ کی خدمت کے باعث مشکلوں کا آسان ہونا

عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَمَا ثَلٰثَةُ نَفَرٍ يَتَمَاشُوْنَ اَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَمَالُوْا اِلٰى غَارٍ فِي الْجَبَلِ فَانْحَطَّتْ عَلٰى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا لِلّٰهِ صَالِحَةً فَادْعُوا اللّٰهَ بِهَا لَعَلَّهٗ يُفَرِّجُهَا فَقَالَ اَحَدُهُمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَ لِيْ وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيْرَانِ وَلِيْ صِبْيَةٌ صِغَارٌ كُنْتُ اَرْعٰى عَلَيْهِمْ فَاِذَا رُحْتُ عَلَيْهِمْ فَحَلَبْتُ بَدَاْتُ بِوَالِدَيَّ اَسْقِيْهِمَا قَبْلَ وَلَدِيْ وَاِنَّهٗ قَدْ نَاٰى بِيَ الشَّجَرُ فَمَا اَتَيْتُ حَتّٰى اَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُّهُمَا قَدْ نَامَا فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ اَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ عِنْدَ رُءُوْسِهِمَا اَكْرَهُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَكْرَهُ اَنْ اَبْدَاَ بِالصِّبْيَةِ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذٰلِكَ دَاْبِيْ وَدَاْبَهُمْ حَتّٰى طَلَعَ الْفَجْرُ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا فُرْجَةً نَرٰى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ حَتّٰى يَرَوْنَ السَّمَاءَ قَالَ الثَّانِيْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ كَانَتْ لِيْ بِنْتُ عَمٍّ اُحِبُّهَا كَاَشَدِّ مَا يُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ فَطَلَبْتُ اِلَيْهَا نَفْسَهَا فَاَبَتْ حَتّٰى اٰتِيَهَا بِمِائَةِ دِيْنَارٍ فَسَعَيْتُ حَتّٰى جَمَعْتُ مِائَةَ دِيْنَارٍ فَلَقِيْتُهَا بِهَا فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَيْنَ رِجْلَيْهَا قَالَتْ يَا عَبْدَ اللّٰهِ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ فَقُمْتُ عَنْهَا اَللّٰهُمَّ فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فَفَرَجَ لَهُمْ فُرْجَةً وَقَالَ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ كُنْتُ اسْتَاْجَرْتُ اَجِيْرًا بِفَرَقِ اَرُزٍّ فَلَمَّا قَضٰى عَمَلَهٗ قَالَ اَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَعَرَضْتُ عَلَيْهِ حَقَّهٗ فَتَرَكَهٗ وَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ اَزَلْ اَزْرَعُهٗ حَتّٰى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرَاعِيَهَا فَجَاءَنِيْ فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَظْلِمْنِيْ وَاَعْطِنِيْ حَقِّيْ فَقُلْتُ اذْهَبْ اِلٰى ذٰلِكَ الْبَقَرِ وَرَاعِيْهَا فَقَالَ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَهْزَاْ بِيْ فَقُلْتُ اِنِّيْ لَا اَهْزَاُ بِكَ فَخُذْ ذٰلِكَ الْبَقَرَ وَرَاعِيَهَا فَاَخَذَهٗ فَانْطَلَقَ بِهَا فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّيْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ مَا بَقِيَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُمْ متفق علیہ

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا تین آدمی چلے جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا۔ وہ پہاڑ کے ایک غار میں گھس گئے۔ پہاڑ سے غار کے منہ پر ایک پتھر آ پڑا۔ اور غار کو بند کر دیا۔ تینوں میں سے ایک نے دوسرے سے کہا۔ اپنے ان نیک اعمال پر نظر ڈالو۔ جو خاص طور پر خدا کے لئے کئے ہوں۔ اور اس عمل کے وسیلہ سے خدا سے دُعا مانگو۔ اُمید ہے کہ (اللہ تعالیٰ) اس پتھر کو ہٹا دیگا۔ ایک نے ان میں سے کہا۔ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے کئی چھوٹے بچّے تھے۔ اور میں بکریاں چرایا کرتا تھا۔ تاکہ ان کا دودھ ان سب کو پلاؤں۔ جب شام ہو جاتی۔ تو میں گھر آتا۔ دُودھ دوہتا اور سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا۔ پھر بچّوں کو دیتا۔ ایک روز ایسا اتفاق ہُوا۔ کہ چراگاہ کے درخت مجھے دُور لے گئے۔ (یعنی بکریوں کو چراتا میں دُور نکل گیا) اور وقت پر میں گھر واپس نہ آسکا۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ جب گھر پہنچا۔ تو دیکھا۔ کہ میرے ماں باپ دونوں سوگئے ہیں۔ میں نے حسب معمول دودھ دوہا۔ پھر دودھ کا برتن لے کر ماں باپ کے پاس پہنچا۔ اور ان کے سرہانے کھڑا ہوگیا۔ مجھ کو ان کا جگانا بھی بُرا معلوم ہُوا۔ اور یہ بھی کہ ماں باپ سے پہلے بچّوں کو دُودھ پلا دوں۔ بچّے میرے پاؤں کے پاس پڑے بھُوک سے روتے اور چلاتے تھے۔ اور میں دودھ لئے کھڑا تھا۔ صبح تک یہی کیفیت رہی۔ (یعنی میں دُودھ لئے کھڑا رہا۔ بچّے روتے رہے اور ماں باپ پڑے سوتے رہے) اے اللہ اگر تُو جانتا ہے۔ کہ میں نے یہ کام محض تیری رضامندی اور خوشنودی کے لئے کیا ہے۔ تو تُو اس پتھّر کو اتنا کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ چنانچہ اللہ نے پتھّر کو اتنا ہٹا دیا۔ کہ آسمان نظر آنے لگا۔ دوسرے شخص نے کہا۔ کہ اے اللہ میرے چچا کی ایک بیٹی تھی۔ میں اس سے غیرمعمولی محبت رکھتا تھا۔ ایسی محبت جیسی کہ مرد عورت سے کرتے ہیں۔ میں نے اس سے مرد عورت کے باہمی تعلق کی خواہش کی۔ اس نے ظاہر کیا۔ کہ جب تک سو دینار نہ دو۔ ایسا نہیں ہوسکتا۔ میں نے کوشش شروع کی۔ اور سو دینار جمع کر لئے۔ اور ان دیناروں کو لے کر میں اس کے پاس پہنچا۔ پھر جب میں اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان بیٹھا۔ تو اس نے کہا۔ اے خدا

کے بندے خدا سے ڈر - اور مہر (بکارت) کو نہ توڑ - مَیں خدا کے خوف سے فوراً اُٹھ کھڑا ہُوا - اے اللہ - اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری رضامندی کے لئے تھا - تو تُو اس پتھر کو ہٹا دے پھر ان کے لئے ایک حصّہ کھول دیا گیا - اور تیسرے نے کہا - اے اللہ مَیں نے ایک شخص کو مزدوری پر لگایا تھا - ایک فرق (پیمانہ) چاول کے معاوضہ پر جب وہ شخص اپنا کام ختم کر چُکا - تو کہا - میری مزدوری مجھ کو دلوائیے - مَیں اس کی مزدوری دینے لگا - تو وہ اس کو چھوڑ کر چلا گیا اور پھر اپنے حق کو لینے کی طرف توجہ نہ کی - مَیں نے اس کی مزدوری کے چاولوں سے کاشت شروع کر دی اور ہمیشہ کاشت کرتا رہا - یہاں تک کہ ان چاولوں کی قیمت سے میں نے بہت سے بیل اور ان کے چرواہے جمع کر لئے۔ اس کے بعد وہ مزدور میرے پاس آیا۔ اور کہا - خدا سے ڈر - اور مجھ پر ظلم نہ کر - اور میرا حق میرے حوالے کر۔ مَیں نے کہا کہ ان بیلوں اور چرواہوں کو لے جا (کہ وہ تیرا حق ہے) اس نے کہا - خدا سے ڈر - مجھ سے مذاق نہ کر - مَیں نے کہا - مَیں تجھ سے مذاق نہیں کرتا - ان بیلوں اور ان کے چرواہوں کو لے جا - چنانچہ ان سب کو جمع کیا - اور لے کر چلا گیا - اے اللہ اگر تیرے نزدیک میرا یہ فعل محض تیری خوشنودی کے لئے تھا - تو تو اس پتھر کو ہٹا دے - چنانچہ اللہ (تعالیٰ) نے اس پتھر کو ہٹا دیا - (اور راستہ کھول دیا)

ماں باپ کے مرنے کے بعد انہیں ثواب پہنچانے کا طریقہ

عَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ السَّاعِدِیِّ قَالَ بَیْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَاءَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلِمَۃَ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا قَالَ نَعَمْ الصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا

رواہ ابو داؤد و ابن ماجہ

ترجمہ - ابی اُسید ساعدی سے روایت ہے کہا ایک وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے ہاں تھے - ناگہاں بنی سلمہ میں سے ایک آدمی آپؐ کے پاس آیا- پس عرض کی یا رسول اللہ - کیا ماں باپ کے ساتھ سلوک و نیکی کرنے کو میرے لئے کچھ باقی ہے - کہ مَیں ان کے مرنے کے بعد اس کو کروں - آپؐ نے فرمایا - ہاں ان کے لئے دُعا کرنا - استغفار کرنا - اور ان کی وصیّت پوری کرنا - اور ان کے ناتے والوں سے سلوک کرنا کہ ان ناتے والوں سے سلوک کرنا فقط انہیں (یعنی ماں باپ) کی قرابت کے سبب سے ہے - اور ماں باپ کے دوستوں کی عزّت کرنا -

حاصل

یہ نکلا کہ ماں باپ کے مرنے کے بعد ان سے تعلق رکھنے والے ان کاموں کو انجام دینا بھی ان سے ہی نیکی کرنا ہے اگر ان کاموں کو کرتا رہا - جن کا ذکر اسی حدیث شریف میں آیا ہے - تو اگر ماں باپ کے مرنے کے وقت یہ اُن کا عاق (نا فرمان) تھا - ان کاموں کے کرنے کے باعث اس شخص کا نام (ماں باپ) کے نافرمانوں کی فہرست سے کاٹ کر فرمانبرداروں کی فہرست میں لکھ دیا جائیگا۔ انسان پر اللہ تعالےٰ کا کتنا بڑا انعام ہے کہ ان کے مرنے کے وقت ان کی دل آزاری کے باعث دوزخ کا مستحق تھا - اور ان کے مرنے کے بعد اللہ تعالےٰ نے ایک ایسا گُر سکھایا کہ جس پر عمل کرنے کے باعث ماں باپ کا فرمانبردار اور بہشت کا وارث بنا دیا گیا۔

رشتہ داروں کے ساتھ نیکی ہی کرنی چاہیئے اگرچہ وُہ بُرائی سے پیش آئیں

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ لِیْ قَرَابَۃً اَصِلُھُمْ وَیَقْطَعُوْنِیْ وَاُحْسِنُ اِلَیْھِمْ وَیُسِیْئُوْنَ اِلَیَّ وَاَحْلُمُ عَنْھُمْ وَیَجْھَلُوْنَ عَلَیَّ فَقَالَ لَئِنْ کُنْتَ کَمَا قُلْتَ فَکَاَنَّمَا تُسِفُّھُمُ الْمَلَّ وَلَا یَزَالُ مَعَکَ مِنَ اللّٰہِ ظَھِیْرٌ عَلَیْھِمْ مَا دُمْتَ عَلٰی ذٰلِکَ

رواہ مسلم

ترجمہ - ابی ہریرہؓ سے روایت ہے - تحقیق ایک شخص نے عرض کی - یا رسول اللہ میرے قرابت دار ایسے ہیں کہ مَیں ان کے ساتھ سلوک کرتا ہوں - لیکن وہ میرے ساتھ سلوک نہیں کرتے - مَیں ان کے ساتھ احسان کرتا ہوں اور وہ مجھ سے بُرائی کرتے ہیں - مَیں حلم و بُردباری سے کام لیتا ہوں - اور ان سے درگزر کرتا ہوں اور وُہ جہالت سے پیش آتے ہیں -آپ نے فرمایا اگر تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تُو نے بیان کیا ہے تو گویا تُو اُن کو گرم راکھ پھکاتا ہے - اور تیرے ساتھ ہمیشہ اللہ کی مدد ہے -

حاصل

یہ نکلا - کہ اگرچہ رشتہ دار بُرائی بھی کریں تو بھی ان کے ساتھ نیکی کرنی چاہیئے تاکہ ہماری عاقبت خراب نہ ہو -

رشتہ داروں سے قطع رحمی کرنیوالا دوزخی ہے

عَنْ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعِمٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ - متفق علیہ

ترجمہ - جبیر بن مطعم سے روایت ہے- کہا - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا - قطع رحمی کرنے والا بہشت میں داخل نہیں ہوگا۔

ہاں رشتہ دار اللہ تعالیٰ کے دین کے مخالف ہوں تو ان سے قطع تعلق کرنا جائز ہے

ثبوت

وَلَوْ کَانُوْٓا اٰبَآءَھُمْ اَوْ اَبْنَآءَھُمْ اَوْ اِخْوَانَھُمْ اَوْ عَشِیْرَتَھُمْ ؕ الآیہ سورہ المجادلہ رکوع ۳ پارہ ۲۸

ترجمہ - آپ ایسی کوئی قوم نہ پائیں گے۔ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہو- اور ان لوگوں سے بھی دوستی رکھتے ہوں- جو اللہ اور اس کے رسولؐ کی مخالفت کرتے ہیں گو وہ اُن کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے کے لوگ ہی کیوں نہ ہوں -

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں یعنی یہ لوگ اللہ کے واسطے سب سے ناراض ہوئے تو اللہ ان سے راضی ہُوا - پھر جس سے اللہ راضی ہو اُسے اور کیا چاہیئے "حضرت شاہ صاحب لکھتے ہیں " یعنی جو دوستی نہیں رکھتے اللہ کے مخالف سے اگرچہ باپ بیٹے ہوں - وُہی سچے ایمان والے ہیں - ان کو یہ درجے ملتے ہیں (جن کا ذکر آگے اسی

آیت میں ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی شان یہ ہی تھی۔ کہ اللہ و رسول کے معاملہ میں کسی چیز اور کسی شخص کی پرواہ نہیں کی۔ اسی سلسلہ میں ابوعبیدہؓ نے اپنے باپ کو قتل کر دیا۔ جنگ اُحد میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کے مقابلہ میں نکلنے کو تیار ہوگئے مصعب بن عمیر نے اپنے بھائی عبید بن عمیر کو عمر بن الخطاب نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو علی بن ابی طالب، حمزہ، عبیدہ بن الحارث نے اپنے اقارب عتبہ، شیبہ اور ولید بن عتبہ کو قتل کیا۔ اور رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ نے جو مخلص مسلمان تھے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ اگر آپؐ حکم دیں تو اپنے باپ کا سر کاٹ کر خدمت میں حاضر کردوں۔ آپؐ نے منع فرما دیا۔ رضی اللہ تعالےٰ عنہم ورضوا عنہ و رزقنا اللہ حبہم و اتباعہم و اماتنا علیہ آمین۔

اصلی صلہ رحمی کرنے والا کون ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا۔ رواہ البخاری۔

ترجمہ۔ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔ کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا۔ صلہ رحم کرنے والا وہ نہیں ہے۔ جس کے ساتھ صلہ رحم کیا جاتا ہے (یعنی یہ تو بدلہ ہے۔ صلہ رحم نہیں ہے) بلکہ صلہ رحم کرنے والا وہ ہے جبکہ اس کی رشتہ داری کا سلسلہ منقطع کر دیا جائے۔ وہ اس رشتہ داری کو قائم کرے۔

حاصل

یہ ہے۔ کہ برادری میں ہر قسم کے دکھ اور تکلیف دینے والوں کی تکالیف کو محض اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے برداشت کرنا۔ اور باینہمہ ان سے ہر قسم کا تعاون اور ان کی خیرخواہی کرتے رہنا یہ بہت بڑی سعادت اور بہت بڑی بہادری کا کام ہے۔ اللہ تعالےٰ جس کو اپنے فضل سے آسان کر دے۔ یہ اُس کا فضل ہے۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ۔

اگر پیدا کرے سوزِ براہیمی نوائے مُسلم

(از جناب عبدالرحیم صاحب جاوید الہٰ آبادی)

غلامِ سرورِ عالم اگر بن جائے تو انساں
یقیناً تجھ کو حاصل گوہرِ مقصود ہو جائے

اگر قلب و جگر میں ہو ترے سوزِ دروں پیدا
تو بیشک تیرا نغمہ نغمۂ داؤد ہو جائے

تجھے لاریب لے لے گا خدا آغوشِ رحمت میں
جبیں تری ندامت سے جو عرق آلود ہو جائے

گریں گے سومناتِ کفر آخر ترے قدموں پر
ترے دل میں جو پیدا غیرتِ محمود ہو جائے

اگر پیدا کرے سوزِ براہیمی نوائے مُسلم
یقیناً باغِ جنّت آتشِ نمرود ہو جائے

مجلس خُدّامِ خیرالمدارس

آپ یہ معلوم کرکے یقیناً خوش ہونگے کہ مدرسہ عربی خیرالمدارس کے فارغ التحصیل حضرات علمار کرام کی ایک تنظیم بنام "مجلس خدام خیرالمدارس" وجود میں آئی ہے۔ متعلقہ حضرات علمار کرام اپنے پتے مع ولدیت مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں۔ مجلس مذکور کے اغراض و مقاصد بھی ذیل کے پتہ سے طلب کئے جا سکتے ہیں۔

نوٹ:۔ مدرسہ خیرالمدارس کے فارغ التحصیل علمار کے علاوہ جن حضرات نے مدرسہ مذکور میں کسی وقت بھی تعلیم حاصل کی ہے ایسے حضرات بھی اس تنظیم میں شامل ہو سکتے ہیں۔

ناظم "مجلس خدام خیرالمدارس" ملتان

مجلس ذکر: منعقدہ جمعرات ۱۶ ذیقعد ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۸ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

رُوحانی اَمراض کا عِلاج ذِکرِ الٰہی کی کثرت ہے

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی

امابعد عرض یہ ہے کہ ہمارے اجتماع کا مقصد ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ اور آپ کو رُوحانی بیماریوں سے بچائے اور شفا کامل و عاجل عطا فرمائے۔ شفا کامل ہونے کے بعد دُنیا سے اُٹھائے۔ جسمانی بیماریوں کا احساس بچّے بُوڑھے مرد عورت سب کو ہوتا ہے۔ لیکن روحانی بیماریوں کا احساس نہیں ہوتا اور وہ ہوتی ہیں مہلک اگر ان مہلک بیماریوں سے شفایاب ہوکر نہ گیا تو قبر دوزخ کا گڑھا بنے گی اور پھر قبر میں بھی تڑپے گا۔ اور اس وقت کچھ نہ بنے گا۔ اگر ان امراض سے شفایاب ہو کر جائے تو قبر بہشت کا باغ بن جائے گی۔ قرآن مجید کی برکت اور کثرتِ ورد سے انسان کا اندر صاف ہوتا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ذکر بکثرت کیا جائے اور ہادی کامل ہو تو شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ قاعدہ یہ ہے کہ مریض شفا تب پاتا ہے جب علاج بھی کرے۔ اور پرہیز بھی کرے۔ علاج سے جتنی شفا ہوگی بد پرہیزی سے اتنی تکلیف بڑھ جائے گی۔ اللہ تعالےٰ کے پاک نام کی برکت سے رُوحانی امراض سے بھی شفا ہو جاتی ہے۔

علاج اور پرہیز بتانا میرا فرض ہے علاج ذکرِ الٰہی کی کثرت ہے۔ پرہیز یہ ہے کہ حرام نہ کھائے۔ فریب اور دھوکہ سے کسی کا مال نہ کھا جائے۔ جو ہمارا حق نہیں ہے۔ جیسے رشوت یا کئی دوسرے طریقوں سے سادہ مزاج آدمی کو لُوٹ کر کھا جاتے ہیں۔ پرہیز یہ ہے کہ ضمیر ملامت کرتا ہے کہ یہ میرا حق نہیں ہے۔ ہر سرکاری ملازم جانتا ہے کہ گورنمنٹ نے میرے آٹھ گھنٹے کی قیمت بصورت مشاہرہ دے کر اپنی رعایا کی خدمت کے لئے مجھے مامور کیا ہے۔ رشوت لیتے وقت وہ جانتا ہے کہ میں ناحق لے رہا ہوں۔ وہ جانتا ہے کہ یہ حرام ہے۔

دوکاندار جانتا ہے کہ دھوکہ دے رہا ہوں۔ پانی ملا دودھ دے رہا ہوں۔ یہ بد دیانتی ہے۔ اگر مریض کو پتہ ہو کہ یہ چیز میرے لئے مضر ہے اور وہ بغیر اجازت طبیب کوئی چیز کھا لے تو طبیب کا قصور نہیں ہوتا۔ قصور اُس کا اپنا ہے کہ پرہیز نہیں کرتا۔ رُوحانی امراض میں سے ایک بیماری کبر ہے۔ یعنی اپنے آپ کو معزز اور دوسروں کو حقیر سمجھنا۔ دوسری حسد ہے۔ حسد کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ نے کسی کو کوئی نعمت دے رکھی ہے۔ یہ کہے کہ اس سے چھن جائے اور مجھے مل جائے۔ تیسری عُجب یعنی کام تو اللہ کے فضل سے سرانجام پائے اور یہ اپنی محنت کا نتیجہ سمجھے۔ چوتھی سب سے مہلک بیماری ریا ہے۔ یعنی کام نام و نمود اور دکھلاوے کے لئے ہو۔ حالانکہ ہر کام محض اللہ تعالےٰ کی رضا ہی کے لئے ہونا چاہیئے تھا۔

انسان جان بوجھ کر بد پرہیزی کرتا ہے۔ اَفَرَأَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ (سورہ الجاثیہ رکوع ۳ پارہ ۲۵)

ترجمہ۔ بھلا آپ نے اس کو بھی دیکھا جو اپنی خواہش کا بندہ بن گیا۔

خدا وہ ہے عزّ اسمہٗ و جل مجدہٗ

اے اللہ جس کام سے تو راضی میں راضی اور جس سے تو ناراض میں بھی بیزار۔ اگر یہ درجہ نفس کو دے تو نفس خدا بیوی کو دے تو بیوی خُدا۔ وُہ خُدا جو زمین و آسمان کو پیدا کرنے والا ہے۔ ماں کے پیٹ میں اپنی قدرت کاملہ سے انسان کا وجود بنانے والا ہے۔ کانوں میں شنوائی۔ آنکھوں میں بینائی زبان میں قوّتِ گویائی پیدا کرنے والا ہے۔ اگر اُس کے سامنے ہتھیار ڈال دے تو خدا پرست ورنہ مشرک۔ جو مریض علاج بھی کرے اور بد پرہیزی بھی کرے تو اس مریض کو شفا نہیں ہوتی۔ اللہ کا پاک نام رُوحانی بیماریوں کا علاج ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک نام کی برکتوں سے فائدہ اُٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ اللہ تعالےٰ نے ہر ایک کے دل میں نیکی اور بدی کا القا کر دیا ہے۔

ارشاد باری تعالےٰ ہے۔ فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا۔ سورہ الشمس پ ۳۰ ع

پھر اُس کو اُس کی بدی اور نیکی سمجھائی۔ اندر سے ضمیر خود رہنمائی کرتا ہے کہ یہ غلط ہے اور یہ صحیح ہے۔ وَاعِظُ اللّٰهِ فِیْ قَلْبِ كُلِّ مُؤْمِنٍ۔ واعظ الٰہی ضمیر جو تلقین کرتا جائے اس کو مانتے جایئے ناجائز مال سے پرہیز کرتے ہوئے ہادی کی اطاعت کی جائے۔ تو ایک درجہ ایسا آتا ہے کہ خود بخود احساس ہوتا ہے۔ فطرت رہنمائی کرتی ہے کہ تو بُرا کام کر رہا ہے۔ جو اللہ کے دروازہ پر اخلاص سے لینے کے لئے آئے تو اللہ دیتا ہے۔ اور جو لینے کے لئے نہ آئے اسے دینے نہیں جاتا اگر سچ بولیں تو خواہش نفسانی کی سب لذّتوں کو دبانا پڑتا ہے۔ سچ کے مقابلہ میں سارے جہان کی بادشاہی کھوٹا سودا ہے۔ یہ لذّت عارضی ہے۔ اور وہ دائمی ہے۔ اللہ کے نام کی بڑی برکتیں ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ صحبت میں آنے ہی سے ان برکتوں کا احساس ہوسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کے پاک نام کے وہ عجائبات ہیں کہ ایک ایک کو موتی کے نام سے تعبیر کرتا ہوں۔ اللہ کے نام میں برکت ہی برکت ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا کیجئے کہ مجھے استقامت عطا فرمائے۔

مَنْ كَانَ لِلّٰهِ كَانَ اللّٰهُ لَهٗ جو اللہ کا ہو جائے، اللہ اُس کا ہو جاتا ہے۔

مستقل خریداروں کی خدمت میں ضروری گذارش

پرچہ وقت پر نہ ملنے کی اطلاع ایک ہفتہ کے اندر اندر آنی چاہئے۔ دیر سے اطلاع آنے پر پرچہ دوبارہ نہ بھیجا جا سکیگا۔

مینجر

مرکزی مجلس عاملہ کا اجلاس

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کے امیر محترم حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ کے حکم کے مطابق مرکزی عاملہ جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان کا اجلاس بتاریخ ۲۷ - ۲۸ ذی القعدہ ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۶ - ۱۷ جون ۱۹۵۸ء کو بمقام مدرسہ خدام الدین لاہور میں ہونا قرار پایا ہے۔ تمام حضرات ممبران و عہدہ داران ۱۶ رجون کو ۹ بجے صبح تک پہنچ جائیں پیش نامہ (ایجنڈا) حسب ذیل ہے۔

۱ - ملک کے مذہبی فرقوں کے منافشات میں اہل سُنّت و الجماعت کا موقف اور اس کی حمایت۔

۲ - دستور اساسی کی منظوری اور اس میں ترمیم و تنسیخ۔

۳ - پاکستانی دستور کی رپورٹ۔

۴ - مرکزی جمعیۃ کی تنظیم و توسیع۔

۵ - مرکزی سالانہ کانفرنس کے انتظامات۔

۶ - دیگر امور باجازت صدر

العبد

غلام غوث ہزاروی ناظم اعلیٰ

مرکزی جمعیۃ علماء اسلام مغربی پاکستان

بقیہ شذرات صفحہ ۳ سے آگے

نئے سنیما گھروں کی تعمیر دونوں کی غفلت شعاری پر مہر تصدیق لگا رہی ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال رام گڑھ مغلپورہ (لاہور) میں ایک نئے سنیما گھر کی تعمیر ہے۔

سُنا ہے کہ جس جگہ نیا سنیما گھر تعمیر کیا جا رہا ہے وہاں بڑے میاں اور چھوٹے میاں کے درس جیسی مشہور دینی درسگاہوں کے علاوہ قریب ہی اسلامیہ ہائی سکول مغلپورہ اور کئی پرائمری سکول بھی ہیں۔ ظاہر ہے کہ نئے سنیما گھر کی تعمیر ان دینی درس گاہوں اور سکولوں کے طلباء کی اخلاقی حالت پر بُرا اثر ڈالیگی۔

ہم حکومت سے پُر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مداخلت کرکے اس سنیما گھر کی تعمیر کو فوراً بند کر دے ورنہ وہ عند اللہ اور عند الناس مجرم تصوّر ہوگی۔ عوام کو بھی اس سنیما گھر کا مکمل بائیکاٹ کرنا چاہئے ورنہ وہ بھی مالکوں کے ساتھ اس جرم میں شریک سمجھے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے آداب

(از جناب شیخ محمد حسین صاحب صابر جہلم)

(۲)

(۲۵) اگر مسجد میں داخل ہونے کے وقت نماز فرض کھڑی ہو تو اس وقت تحیۃ المسجد نہ پڑھے۔ بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے اُسی میں تحیۃ المسجد کی نیت کر لے۔ تو تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔

(۲۶) نماز سے فراغت کے بعد قبر شریف کی طرف چلے۔ اس حال میں کہ دل کو سب کدورتوں اور آلائشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کی طرف پوری توجہ کرے علمأ نے لکھا ہے کہ جس دل میں دُنیا کی گندیاں اور لہو ولعب شہوتیں اور خواہشیں بھر رہی ہوں اس دل پر وہاں کی برکات کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ بلکہ ایسے دل والوں پر جو دُنیا پر پڑے رہیں۔ اور آخرت اور اس کے فکر سے بے تعلق ہوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غصّہ اور اعراض کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے اس سے پناہ دے۔ لہٰذا ہر شخص کے لئے ضروری ہے جہاں تک ممکن ہو اس وقت اپنے دل کو دنیوی خرافات سے خالی رکھنے کی کوشش کرے۔ اور اللہ کی رحمت عفو و کرم کے کمال کی امید رکھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمین پر نظر رکھے۔ اور حضور ہی کے وسیلہ سے اللہ سے معافی کا طالب بن کر حاضر ہو۔

(۲۷) جب کسی قبر پر حاضری ہو تو میّت کے پاؤں کی طرف سے جائے تاکہ میت کو اگر حق تعالےٰ آنیوالے کا کشف عطا فرمائے تو دیکھنے میں سہولت رہے۔ اس لئے کہ جب میّت قبر میں دائیں کروٹ لیٹی ہے۔ تو اس کی نظر قدموں کی طرف ہوتی ہے۔ اگر کوئی سرہانے کی جانب سے آئے تو میت کو دیکھنے میں مشقت ہوتی ہے۔ (فتح القدیر) اسی ضابطہ کے موافق اس جگہ بھی بعض علماء نے لکھا ہے کہ قدم مبارک کی طرف سے حاضر ہو۔ جیساکہ ابن حجر نے شرح مناسک میں نقل کیا ہے۔ اگر پاؤں کی طرف سے حاضر ہو تو یہ ادب کے لحاظ سے اولیٰ ہے۔ مگر بعض علماء نے عام ضابطہ کے خلاف اس جگہ پر سرہانے سے حاضری کو ترجیح دی ہے۔ اس وجہ سے تحیۃ المسجد روضہ میں پڑھی گئی۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل سرہانے ہے۔ اس صورت میں اگر وہاں سے چل کر پاؤں کی طرف کو آئے گا۔ تو صورت قبر مبارک کے طواف کی سی بن جائیگی۔ اور قبر کا طواف بالکل جائز نہیں۔ اس لئے اس صورت سے بچنے کی رعایت سے اس جگہ سرہانے سے حاضری کو گوارا کیا گیا ورنہ عام ادب ہر قبر پر حاضری کا یہی ہے۔ کہ پاؤں کی طرف سے حاضر ہو۔

(۲۸) جب مواجہ شریف پر حاضر ہو۔ جو سرہانے کی دیوار کے کونہ میں جو ستون ہے۔ اس سے تین چار ہاتھ کے فاصلہ پر کھڑا ہو۔ اور پشت قبلہ کی طرف کرے۔ اور بائیں طرف کو ذرا مائل ہو۔ تاکہ چہرہ انور کے بالکل سامنے ہو جائے۔

صاحب اتحاف کہتے ہیں۔ کہ یہ ستون اب پتیل کی دیوار کے اندر آگیا ہے

ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ چاندی کی کیل جو اس دیوار میں ہے اس کے مقابل کھڑا ہو (شرح لباب) لیکن اب تین جھروکہ سامنے کی پیتل کی دیوار میں کر دئے گئے۔ جن سے حضرات شیخین رض اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک قبروں کا سامنا ہوتا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ چاندی کی میخ جس پر سونے کا جھول ہے وہ چہرہ انور کی

دین و دُنیا

(از جناب ایم عبد الرحمٰن صاحب بی-اے- بی ٹی پرنسپل عثمانیہ کالج شیخوپورہ)

اِسلام سے پہلے تمام دُنیا میں یہ جال پھیلا ہُوا تھا- کہ دین دُنیا سے الگ چیز ہے - انسانوں کی تقسیم کر دی گئی تھی کہ یہ لوگ دین کے کارکُن ہیں اور یہ دُنیا کے، ہندوؤں میں برہمن دین کے لئے تھے - راجپوت سیاسیات اور فوج کشی کے لئے، ویش تجارت کے لئے اور شودر ذلیل خدمتوں کے لئے -

یہودیوں کے برہمن لاوی کہلاتے تھے اُنہیں خاندانی وراثت تک نہیں دی جاتی تھی تاکہ وہ دُنیا کی آلودگی سے ملوّث نہ ہوں، عیسائیوں نے فرائض اور حقوق کے دو حصّے کر دیئے تھے ان کا عقیدہ تھا کہ یہ حق خدا کا ہے اور یہ قیصر کا، زندگی کے کاموں کی دو فہرستیں بنائی گئی تھیں - اور سمجھ لیا گیا تھا کہ جو لوگ پہلی فہرست پر عمل کریں وہ سادھو اور دیندار ہیں - اور جو دُنیوی فہرست پر عمل کریں وہ گرہستی اور دُنیا دار ہیں ہمارے زمانہ میں مذہب الگ اور سیاست الگ کا نعرہ اسی قدیم غلطی کا بقایا ہے -

اور تاریخ گواہ ہے کہ اس دُنیا میں جتنی بھی قوموں نے صرف دیندار بننے کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ غلام، مظلوم محتاج اور فقیر بن جاتی رہی ہیں - اور جن قوموں نے صرف مادہ پرست اور دنیا دار بننے کی کوشش کی ہے وہ ظالم، جابر، مفسد، عیاش اور نفس پرست بن جاتی رہی ہیں -

دُنیا میں دو قسم کی جماعتیں ہیں ایک وہ ہیں جنھوں نے دُنیا کی نعمتوں، لذّتوں اور دولتوں کے حاصل کرنے پر اپنی کمریں باندھ رکھی ہیں اُنہیں نہ ظلم و شرارت سے عار ہے نہ قتل و فساد سے اور نہ مکر و فریب سے، اُن کا قول یہ ہے کہ ہمیں دُنیا مل جانی چاہیئے - موت کے بعد جو کچھ بھی ہو ہمیں اُس کی پروا نہیں ہے - دوسری جماعت وہ ہے جو صرف آخرت کے خیال میں غرق ہو رہی ہے - یہ لوگ نہ اپنی جان کا حق ادا کرتے ہیں نہ اولاد کا اور نہ ملک و قوم کا، اُن کی قوم غلام ہو جائے تو انہیں پرواہ نہیں - یہ لوگ گوشوں میں چھپے بیٹھے ہیں - اور وظیفے پڑھے جا رہے ہیں - پہلی جماعت میں یہودی، ہندو ساہوکار اور مغربی سرمایہ دار شامل ہیں - دوسری جماعت میں جینی اور عیسائی فقیر - اسلام کے نزدیک یہ دونوں راہیں گناہ میں داخل ہیں -

اسلامی اصول کے مطابق انسانی زندگی ایک واحد شے ہے اسے دین اور دُنیا میں تقسیم نہیں کیا جا سکتا - اسلامی اصول کے مطابق دُنیاداری اور دینداری کا سوال صرف کرنے والے کی نیّت پر موقوف ہے - دیکھنا یہ ہے کہ آپ جو کچھ بھی کرتے ہیں اس میں آپ کی نیت خُدا کی اطاعت ہے یا غیر خُدا کی ؟ اگر آپ خدا کو بادشاہ مان کر اور خود خُدا کی رعیّت بن کر اُس کے حکم کے مطابق بیاہ کریں، تجارت کریں، دولت کمائیں، جہاد کریں اور علم پڑھیں تو یہ سب کچھ دین ہے - لیکن اگر آپ نماز پڑھیں اور وہ دکھاوے کے لئے ہو تو نماز پڑھنا بھی دُنیا پرستی ہے - خدا کے آرڈر میں ہو کر دُنیا کے سارے کام کرنا دین ہے - اور غیر خدا کے آرڈر میں ہو کر خدا کا نام لینا بھی دُنیا داری ہے - رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً پ ۲ ع ۹

یہ آیت مسلمانوں کے حق میں نازل ہُوئی - جو موقف پر جا کر دُنیا و دین کی بہتری کی دُعا مانگتے تھے - مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ دارین کی بہبودی کے خواہاں ہیں - اُن کی نظر صرف دُنیوی منافع پر ہی مقصود نہیں ہے بلکہ یہ لوگ وسیع النظر ہیں - دُنیاوی منافع کے ساتھ ساتھ دینی فلاح کے بھی خواستگار ہیں اور آخرت کے عذاب سے بھی محفوظ رہنے کی دُعا کرتے ہیں - اللہ تعالےٰ فرماتا ہے - کہ ان لوگوں کی کوشش سُود مند ہے جو نیک اعمال اور فلاح دارین کی دُعا یہ لوگ کرتے ہیں - اس کی جزا ان کو ضرور ملے گی - عنقریب امتیاز ہو جائے گا کہ کون دُنیا و آخرت دونوں کی کامیابی کا جویاں تھا - اور کس کی ہمّت صرف دُنیا پر منحصر تھی -

متاعِ دُنیا کے سلسلہ میں سب کا محمود و مذموم ہونا اور طریق کار پر منحصر ہے - دُنیا کی بہترین متاع نیک بیوی ہے - کہ اگر اس کی طرف دیکھے تو خوش ہو - حکم دے تو فرمانبردار پائے - کہیں غائب ہو تو پیٹھ پیچھے شوہر کے مال اور اپنی عصمت کے معاملہ میں اس کی حفاظت کرے -

کافر اللہ کے صاف احکام اور اُس کے پیغمبروں کی مخالفت کرتے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے کہ اُن کی نظروں میں دُنیا کی خوبی اور اس کی محبت ایسی سما گئی ہے کہ اُس کے مقابلہ میں رنج و راحت کو خیال ہی میں نہیں لاتے - بلکہ مسلمان جو فکرِ آخرت میں مصروف اور اللہ کے احکام کی تعمیل میں مشغول ہیں اُلٹا ان پر ہنستے ہیں اور ذلیل سمجھتے ہیں سو ایسے احمق نفس کے بندوں سے تعمیل احکامِ الٰہی ہو تو کیونکر ہو -

اگر خدا کی تابعداری کروگے تو خدا تم کو دُنیا بھی دے اور آخرت بھی - پھر صرف دُنیا کے پیچھے پڑنا اور اُس کی نا فرمانی کر کے آخرت سے محروم رہنا بڑی نادانی ہے - اللہ تعالےٰ تمہارے سب کام دیکھتا ہے اور سب باتیں سُنتا ہے - جس کے طالب ہوگے وہی ملے گا -

کُفّار تو یہ کہتے تھے - کہ دنیوی زندگی کے سوا کوئی زندگی ہی نہیں - لیکن واقعہ یہ ہے کہ یہ فانی اور مکدّر زندگانی حیاتِ اُخروی کے مقابلہ میں محض ہیچ اور بے حقیقت ہے - یہاں کی زندگی کے صرف اُن ہی لمحات کو زندگی کہا جا سکتا ہے جو آخرت کی درستی میں خرچ کئے جائیں - بقیہ تمام اوقات جو آخرت کی فکر اور تیاری سے خالی ہوں ایک عاقبت اندیش کے نزدیک لہو و لعب سے زائد وقعت نہیں رکھتے - پرہیزگار اور سمجھدار لوگ جانتے ہیں - کہ اُن کا اصلی گھر آخرت کا گھر اور اُن کی حقیقی زندگی آخرت کی زندگی ہے -

لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا پ ۷ ع ۲

ترجمہ - اے ایمان والو ! مت حرام ٹھہراؤ - وہ لذیذ چیزیں جو اللہ نے تمہارے لئے حلال کر دیں - اور حد سے نہ بڑھو - بے شک اللہ حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو جمع کر کے ایک فصیح و بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا -

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

اِسلام لانے والوں پر قریش کے جور و ستم

(از جناب حاجی کمال الدین صاحب مدرس پنشن لاہو کازپور)

جنگ اُحد میں سعد بن ربیعؓ شہید ہوئے تھے۔ جنگ ختم ہو جانے کے بعد حضورؐ نے اُن کی تلاش میں آدمی بھیجے۔ ایک نے دیکھا۔ کہ زخمیوں میں پڑے سانس توڑ رہے ہیں۔ پوچھا کیا حال ہے؟ سعدؓ بولے تم مجھے اب مُردہ ہی سمجھو۔ لیکن مہربانی سے حضورؐ کی خدمت میں میرا سلام عرض کر دینا اور میری طرف سے یہ بھی گزارش کرنا کہ اللہ تعالےٰ آپ کو وہ بہترین جزا عطا فرمائے جو کسی نبیؐ کو کسی اُمت کی ہدایت پر نہ دی گئی ہو۔ قوم کو میری طرف سے یہ کہہ دینا کہ جب تک ایک جھپکنے والی آنکھ بھی تم میں سے باقی ہے۔ اس اس وقت تک اگر دشمن نبیؐ تک پہنچ گیا تو خُدا کے حضورؐ میں تم کوئی عذر پیش نہ کر سکوگے (تاریخ طبری)

ایک صحابی کا بیان ہے کہ مَیں حضرت ابوبکرؓ سے ملنے گیا۔ اُن کی چھاتی پر ایک چھوٹی سی لڑکی بیٹھی تھی۔ جسے وہ بار بار چُومتے اور پیار کرتے تھے۔ مَیں نے پوچھا یہ کون ہے۔ فرمایا۔ یہ سعدؓ بن ربیع کی لڑکی ہے۔ وہ مجھ سے بھی برتر تھا۔ اور قیامت کے دن وُہ نقیبانِ محمدیؐ میں شمار کیا جائے گا۔ (تاریخ طبری)

اسی جنگ میں عمارۃ بن زیاد شہید ہوئے تھے۔ جنہوں نے جان دیتے ہوئے اپنے رُخسارے حضورؐ کے تلووں سے لگا دیئے تھے۔ (زاد المعاد و طبری) اس تاریخی واقعہ کو اس شعر میں خوب ادا کیا گیا ہے۔

سر بوقتِ ذبح اپنا اس کے زیرِ پائے ہے
یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے

ابو دجانہؓ۔ حنظلہؓ۔ طلحہؓ۔ علی مرتضےٰؓ کی بے نظیر شجاعت۔ کمال استقامت اور جان نثاری کے بھی نہایت شاندار واقعات اس جنگ میں ظاہر ہوئے۔ طلحہؓ نے اپنے ہاتھ سے سپر کا کام کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب آنے والے تیر ہاتھ پر روکے یہ ہاتھ ہمیشہ کے لئے شل ہو گیا تھا۔

بنو دینار کی ایک عورت تھی۔ جس کا باپ۔ بھائی اور شوہر اس جنگ میں شہید ہوئے تھے۔ وہ کہتی تھی کہ مجھے حضورؐ کی بابت بتاؤ۔ لوگوں نے کہا۔ وہ بفضل خُدا صحیح و سالم ہیں۔ کہا۔ مجھے دکھا دو جب دُور سے چہرہ مبارک دیکھ لیا۔ تو بے اختیار کہہ اُٹھی۔

کل مصیبۃ بعدک جلل۔ اب ہر ایک مصیبت برداشت ہو سکتی ہے۔ (تاریخ طبری)

اسی جنگ میں بعض صحابہؓ نے حضورؐ سے (جبکہ حضورؐ کو بھی کئی زخم آئے تھے) عرض کیا۔ کاش آپ ان مشرکین پر بد دُعا فرمائیں۔

حضورؐ نے ارشاد فرمایا۔ میں بد دعا اور لعنت کہنے کے لئے نبی نہیں بنایا گیا۔ مجھے تو خدا کی طرف سے بلانے والا اور سراپا رحمت بنایا گیا ہے۔ اے خدا میری قوم کو ہدایت فرما۔ کیونکہ وہ (مجھے) نہیں جانتے۔

جنگ اُحد کے بعد دشمنوں کو نقصان پہنچانے اور پامال کرنے کی مختلف تدابیر پر عمل کیا۔ چنانچہ ۳ھ ہجری میں قریش نے قوم عضل اور قارہ کے سات شخصوں کو گانٹھ کر مدینہ میں حضورؐ کے پاس بھیجا کہ ہمارے قبیلے اسلام لانے کو تیار ہیں۔ ہمارے ساتھ معلّم کر دیجئے۔ حضور صلی اللہ نے دس بزرگ صحابہؓ (ابن ہشام میں چھ اور صحیح بخاری میں دس ہیں) کو جن کے سردار عاصم بن ثابتؓ تھے۔ اُن کے ساتھ کر دیا۔ جب یہ صحابہؓ اُن کی زد میں پہنچ گئے۔ تو اُن کے دو سَو جوان آئے۔ کہ انہیں زندہ گرفتار کر لیں۔ آٹھ صحابی مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ اور دو بزرگوار خبیبؓ بن عدی اور زیدؓ بن دثنہ گرفتار کر لئے گئے۔ سفیان ہزلی مکّہ میں لے گیا۔ اور قریش نے انہیں حارث بن عامر کے گھر میں چند روز بھوکا پیاسا قید رکھا۔ ایک دن حارث کا بچّہ تیز چُھری سے کھیلتا ہُوا خبیبؓ کے پاس پہنچ گیا۔ اُنہوں نے بچّے کو زانو پر بٹھایا اور چُھری لیکر رکھ دی۔ جب بچّے کی ماں نے یکا یک دیکھا کہ اس کا بچّہ چھری لے کر قیدی کے پاس ہے۔ جسے چند روز سے اُنہوں نے بے آب و دانہ رکھا تھا۔ تو اُس نے بے اختیار چیخ ماری۔ خبیبؓ نے کہا۔ کیا تو یہ سمجھتی ہے کہ مَیں بچّے کو قتل کر دُونگا؟ تُو نہیں جانتی۔ کہ مسلمانوں کا کام غدر کرنا نہیں۔

ظالم قریش والوں نے چند روز کے بعد خبیبؓ کو صلیب کے نیچے لے جا کر کھڑا کر دیا اور کہا۔ اگر اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔ دونوں بزرگواروں نے جواب دیا کہ جب اسلام باقی نہ رہا تو جان کو رکھ کر کیا کرینگے۔ اب قریش نے پوچھا۔ کہ کوئی تمنّا ہو تو بیان کرو۔ خبیبؓ نے کہا۔ دو رکعت نماز پڑھ لینے کی ہمیں مہلت دی جائے۔ مہلت دی گئی۔ اُنہوں نے نماز ادا کی۔ حضرت خبیبؓ نے کہا۔ مَیں نماز میں زیادہ وقت صرف کرتا۔ لیکن سوچا کہ دشمن یہ نہ کہیں کہ موت سے ڈر گیا ہے۔ (بخاری عن عبد اللہ بن عیاض) بے رحموں نے دونوں کو صلیب پر لٹکا دیا۔ اور نیزہ والوں سے کہا کہ نیزہ کی انی سے اُن کے جسموں کے ایک ایک حصّہ پر چرکے لگاؤ۔ اللہ اکبر۔ ان کا دل اسلام پر کتنا قائم تھا۔ ان کو دینِ حق پر کتنی استقامت تھی۔ ان کو ہمیشہ کی نجات اور خُدا کی خوشنودی کا کتنا یقین تھا۔ کہ ان تمام تکلیفوں اور زخموں کو برداشت کرتے ہُوئے ذرا اُف تک نہ کی۔ ایک سخت دل نے حضرت خبیب کے جگر کو چھیدا اور پوچھا۔ کہو اب تو تم بھی پسند کرتے ہوگے۔ کہ محمدؐ پھنس جائے۔ اور مَیں چھوٹ جاؤں۔ خبیبؓ نے نہایت جوش سے جواب دیا۔ خُدا جانتا ہے کہ مَیں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا۔ کہ میری جان بچ جانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں میں کانٹا بھی لگے۔

(طبری و ابن ہشام جلد ۲ صـ ۱۲۳)

خدا کے اس جوانمرد اور برگزیدہ بندے نے مقتل اور تماشائیوں کے ہجوم میں صلیب کے نیچے کھڑے ہوکر جو اشعار کہے ہیں۔ ان سے اس منظر کی پوری کیفیت اور اس بزرگوار کی صداقت و محبت اسلام کی پاکیزہ صورت نظر آتی ہے۔ ترجمہ اشعار یہ ہے:۔

انبوہ در انبوہ لوگ میرے گردا گرد کھڑے ہو رہے ہیں۔ اور انہوں نے بڑی بڑی جماعتوں کو بُلا لیا ہے۔ یہ سب کے سب عداوت نکال رہے ہیں۔ اور میرے

خلاف جوش دکھا رہے ہیں - اور میں اس ہلاکت گاہ میں بندھا ہُوا ہوں - قبیلوں نے اپنی عورتوں اور بچّوں کو بھی بُلا رکھا ہے - اور مجھے ایک مضبوط بلند لکڑی کے پاس لے آئے ہیں - انہوں نے کہہ دیا ہے کہ کفر اختیار کرنے سے مجھے آزادی مل سکتی ہے - مگر اس سے تو موت میرے لئے بہت سہل ہے - میری آنکھوں سے .... آنسو لگاتار جاری ہیں - مگر مجھے کچھ ناشکیبائی نہیں -

مَیں دشمن کے سامنے نہ عاجزی کرونگا اور نہ روؤں اور چلّاؤں گا - مَیں جانتا ہوں کہ مَیں خدا کی طرف جا رہا ہوں - موت سے مجھے اس لئے ڈر نہیں کہ مَیں مر جاؤنگا - لیکن مَیں تو لپیٹ والی آگ کے خون چُوسنے سے ڈرتا ہوں -

اس عرش عظیم کے مالک نے مجھ سے کوئی خدمت لینی چاہی اور مجھے شکیبائی کے لئے فرمایا ہے - اب اُنہوں نے زدوکوب سے میرا تمام گوشت کوٹ کوٹ دیا ہے - اور میری امید جاتی رہی ہے - مَیں اپنی درماندگی - بے وطنی اور بیکسی کی فریاد اور ان ارادوں کی (جو میرے جان توڑنے کے بعد یہ لوگ رکھتے ہیں) خُدا سے کرتا ہوں - بخدا جب مَیں اسلام پہ جان دے رہا ہوں تو مَیں یہ پرواہ نہیں کرتا - کہ راہِ خدا میں کس پہلو پہ گرتا اور کیونکہ جان دیتا ہوں - خُدا کی ذات سے اگر وہ چاہے یہ بالکل اُمید ہے کہ وہ پارہ ہائے گوشت کے ہر ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے

سب سے آخیر میں یہ دُعا تھی - اے خدا ہم نے تیرے رسولؐ کے احکام ان لوگوں کو پُہنچا دیئے اب تو اپنے رسولؐ کو ہمارے حال کی اور ان کی کرتوتوں کی خبر فرما دے -

سعیدؓ بن عامر کا یہ حال تھا - کہ کبھی کبھی یکبارگی بیہوش ہو جایا کرتے - عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ان سے وجہ پوچھی - وہ بولے مجھے نہ کوئی مرض ہے نہ کچھ شکایت ہے - جب خبیبؓ کو صلیب پر چڑھایا گیا تو میں اس مجمع میں موجود تھا - جب مجھے خبیبؓ کی باتیں یاد آ جاتی ہیں مَیں کانپ کر بیہوش ہو جاتا ہوں -

عبد اللہ بن مسعودؓ جب مسلمان ہُوئے تو اُنہوں نے چاہا کہ خدمتِ اسلام میں وہ کام کریں جو سخت مشکل ہو - مسلمانوں نے بتایا سب سے مشکل کام قریش کو قرآن مجید سُنانا ہے - یہ دُھن کے پکّے تھے - قریش کے مجمع میں گئے اور تلاوت شروع کی - تھوڑی دیر کے بعد واپس آئے تو اُن کا سارا بدن لہو لہان تھا - اور زخموں نے چہرہ بے پہچان بنا دیا تھا -

ترغیبِ حج

(از جناب مُحمّد شفیع عمرالدین صاحب)

اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے :-

(وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ ۝) آل عمران رکوع ۱۰ پارہ ۴

ترجمہ - اور لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا اللہ کا حق ہے ، جو شخص اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہو - اور جو انکار کرے - تو پھر اللہ جہان والوں سے بے پروا ہے -

(حضرت مولانا احمد علی مدظلہٗ)

زندگی میں ایک مرتبہ صاحب استطاعت پر حج فرض ہے - (ابنِ کثیر)

"سَبِيْلًا" سے کھانے پینے کا سامان اور سواری خرچ اور بقول حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ صحتِ بدنی بھی مراد ہے -

(ابنِ کثیر رحؒ)

حدیث شریف میں آیا ہے -

(عَنْ ابو ھریرہ رضی اللہ عنہ) مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ

(مشارق الانوار بحوالہ بخاری شریف ۶۸)

ترجمہ - جو شخص خالص اللہ کے لئے حج کرے - اور اس نے (احرام کی حالت میں) نہ اپنی منکوحہ سے قربت کی اور صحبت کے متعلق تمام لوازمات سے بچا - اور (حج کے ایّام میں) کوئی فسق (گناہ) نہ کیا تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو کر لوٹا - گویا آج ہی اس کی ماں نے اس کو جنا ہے -

"فسق" کے معنی عصیان و نافرمانی حالتِ احرام میں شکار کرنا ، گالی دینا اور بد زبانی وغیرہ ہے - (ابن کثیرؒ)

حدیث - (عن ابو ھریرہؓ) يَا اَيُّهَا النَّاسُ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ عَلَيْكُمُ الْحَجَّ فَحُجُّوْا -

(مشارق الانوار بحوالہ مسلم ۱۰۴)

ترجمہ - اے لوگو تحقیق اللہ نے تم پر حج کرنا فرض کیا ہے - پس تم حج کیا کرو -

نیز حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص زاد راہ اور بیت اللہ تک پہنچانے کی سواری کے اخراجات کا مالک ہو اور اس نے حج نہ کیا تو اس پر اس بات میں فرق نہیں کہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر مرے (مظاہر الحق)

لہٰذا ابنِ کثیرؒ میں ہے کہ اس کی موت یہودیت یا نصرانیت پر ہوگی -

بقول حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ باوجود طاقت کے حج نہ کرنے والا یہودی ہوکر مرے گا - (ابن کثیر تفسیر آیت ۹۷ سورہ آل عمران)

حدیث - حج و عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں - اگر دُعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالےٰ قبول کرتا ہے - اور بخشش چاہتے ہیں تو اللہ تعالےٰ بخش دیتا ہے -

(مشکوٰۃ بحوالہ ابن ماجہ)

نیز ابن کثیرؒ میں بحوالہ ابو داؤد روایت ہے کہ فرض حج جلدی ادا کرلیا کرو - کیا معلوم کیا پیش آ جائے -

ذکرِ الٰہی

(از جناب محمد شفیع عمر الدین صاحب سجاول)

سلسلہ کے لئے ملاحظہ فرمائیں خدام الدین - ۱۶ ر مئی ۱۹۵۸ء

(۲۶)

عاجزی کرنے والوں کو بشارت

سورۂ حج کے پانچویں رکوع میں قربانی کا ذکر ہے جو مسلمان عیدالضحیٰ کے روز کرتے ہیں - قربانی کا حکم جملہ سابقہ امتوں کو بھی دیا گیا تھا کہ اسے عبادت جان کر خالص اللہ تعالےٰ کے لئے جانوروں کی قربانی کریں اور آگے چل کر فرمایا :-

فَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَلَهٗٓ اَسْلِمُوْا ۭ وَبَشِّرِ الْمُخْبِتِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ عَلٰي مَآ اَصَابَهُمْ وَالْمُقِيْمِي الصَّلٰوةِ ۙ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ سورۃ الحج رکوع ۵ پارہ ۱۷

ترجمہ - پھر تم سب کا معبود تو ایک اللہ ہی ہے - پس اس کے فرمانبردار رہو - اور عاجزی کرنے والوں کو خوشخبری سنا دو - وہ لوگ جب اللہ کا نام لیا جائے تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں - اور جب مصیبت آ جائے تو صبر کرنے والے ہیں اور نماز قائم کرنے والے اور جو کچھ ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں -

(حضرت مولانا احمد علی صاحب)

اس جگہ "مخبتین" عاجزی کرنے والوں کے پانچ اوصافِ حسنہ مذکور ہیں -

۱- فروتنی کرنا

فروتنی اختیار کرنا مومن کی شان ہے وہ جتنا اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھکتا ہے اتنا ہی بندگانِ خدا کے لئے متواضع اور حلیم بنتا ہے - دنیاوی جاہ و حکومت اور مال و دولت اگر اسے میسّر ہو تو وہ ہرگز فخر نہیں کرتا - متکبر نہیں بنتا - کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اسلام میں عزّت کا معیار صرف تقویٰ اور پرہیزگاری ہے - اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ (بے شک زیادہ عزّت والا تم میں اللہ کے نزدیک وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے)

حضرت عیاض بن مجاشعی رض سے روایت ہے کہ سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اللہ تعالےٰ نے مجھ کو وحی کے ذریعہ سے آگاہ کیا ہے کہ عاجزی اور فروتنی اس قدر اختیار کرو کہ کوئی شخص کسی پر فخر نہ کرے - اور نہ ہی کوئی کسی پر ظلم اور زیادتی کرے -

(مشکوٰۃ بحوالہ مسلم)

نیز حضرت عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے منبر پر تشریف فرما ہو کر فرمایا "لوگو تواضع اور فروتنی اختیار کرو - میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جو شخص خدا کی رضامندی حاصل کرنے کے لئے تواضع سے کام لے - خداوند تعالےٰ اس کے مرتبہ کو بلند کر دیتا ہے - وہ اپنے آپ کو اپنی نگاہ میں حقیر و ذلیل خیال کرتا ہے - اور لوگوں کی آنکھوں میں بزرگ و برتر ہوتا ہے - اور جو شخص تکبر و غرور کرتا ہے - خداوند اس کو پست کر دیتا ہے - پھر وہ لوگوں کی نگاہ میں حقیر و ذلیل ہوتا ہے - اور اپنی نگاہ میں اپنے آپ کو بڑا خیال کرتا ہے - یہاں تک کہ پھر وہ لوگوں کی نگاہ میں کتّے اور سؤر سے بدتر ہو جاتا ہے - (مشکوٰۃ بحوالہ بیہقی باب غصّہ و تکبّر کا بیان)

۲- خشیتِ الٰہی

ذکرِ الٰہی سے ان کے دل ڈر جاتے ہیں - دلوں میں خوف کی لہر دوڑ جاتی ہے - دل نرم ہو کر متوجہ الی اللہ ہو جاتے ہیں - اطاعت الٰہی اور ذکر و فکر میں لگ جاتے ہیں - بایںہمہ دلوں میں کھٹکا لگا رہتا ہے کہ کیا خبر ہمارے اعمال قابلِ قبول بھی ہیں یا نہیں - نیک عمل کرتے ہوئے بھی خائف رہتے ہیں - مغرور نہیں بنتے ذکر اور خشیت کا اثر ان کے دلوں پر یہ ہے کہ وہ زیادہ فروتنی اور تواضع اختیار کرتے ہیں -

حدیث شریف حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا - اس شخص کو آگ میں سے نکال دو ، جس نے مجھ کو ایک دن بھی یاد کیا ہے یا کسی مقام پر مجھ سے ڈرا ہے - (مشکوٰۃ شریف)

نیز حضرت انس رض نے فرمایا کہ تم ایسے عمل کرتے ہو جو تمہاری نظر میں بال سے باریک ہیں (یعنی بہت معمولی) لیکن ہم ان کاموں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے زمانہ میں ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے - (مشکوٰۃ بروایت بخاری ، باب رونے اور ڈرنے کا بیان)

ہمیں چاہئے ظاہر و باطن ، خلوت و جلوت میں خوفِ الٰہی رکھیں اور اس کا اثر قبول کرکے اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلّم کے حکموں کی انحراف نہ کریں -

۳- مصیبت پر صبر کرنا

یہ بڑا اولوالعزم کام ہے - دُکھ و مصیبت کے وقت صبر کا دامن نہ چھوڑنا بندگانِ خدا کی خاص صفت ہے -

قرآن مجید میں دوسرے مقام پر آیا ہے

"اور تنگدستی میں اور بیماری میں لڑائی کے وقت صبر کرنے والے ہیں -" (البقرہ آیت ۱۷۷)

مصیبت کے وقت استقلال کو اپنا شعار بنانا چاہئے - ہمت ہرگز نہ ہارنا چاہئے - فضول واویلا میں وقت ضائع نہ کرنا چاہئے - بلکہ ڈٹ کر اپنے روزانہ فرائض عبودیت اور معمولات پورے کرتے رہنا چاہئے - مولانا رومؒ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

چونکہ غم بینی تو استغفار کن
غم بامرِ خالق آمد ، کار کن

یعنے جب تجھے دُنیاوی مصائب اور تفکرات کا غم گھیر لے تو تو استغفار کر یہ تفکرات بھی اللہ تعالےٰ کے حکم سے آتے ہیں - تو ان کا خیال چھوڑ کر اللہ اللہ کا شغل جاری رکھ -

حضرت سیّدنا امام حسن بصری قدس سرہٗ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ "واللہ اگر تم نے صبر و ضبط کی عادت نہ ڈالی تو برباد کر دیئے جاؤگے -" (ابن کثیر)

حدیث (عن حضرت سعد بن ابی وقاصؓ):
مومن بندہ کا حال عجیب ہے - اگر اس کو کوئی بھلائی ملتی ہے - تو خدا کی تعریف کرتا ہے اور شکریہ ادا کرتا ہے - اور جب مصیبت پیش آتی ہے تب بھی حمد و شکر کرتا ہے - اور صابر رہتا ہے - پس مومن کو دونوں حالتوں میں ثواب ملتا

ہے - (مشکواۃ بروایت بیہقی)

صبر کی ضرورت سُکھ کے وقت بھی ہے - کہ خواہشات نفسانی کے پیچھے اس وقت نہ لگ جائے اور دُکھ کے وقت بھی ہے کہ اس وقت شرعی حدود سے تجاوز نہ کر جائے - لہٰذا صبر ہر حال میں واجب ہے -

دُنیاوی مصائب سے پریشان نہ ہونا چاہیئے - حضرت سیّدنا و مرشدنا امام ربانی مجدّد الف ثانی رح فرماتے ہیں:-

"دُکھ اور درد اور دیگر دُنیاوی تکالیف یا مصائب دوستوں کے لئے گناہوں کا کفارہ ہیں - اللہ تعالےٰ کے حضور میں عاجزی، زاری اور انکساری سے، ان مصائب کے وقت معافی اور عافیت اس وقت تک طلب کرتے رہیں جب تک قبولیت کا اثر دل میں محسوس ہو - اور فتنوں سے اطمینان قلب حاصل ہو جائے - گرچہ دوست و خیراندیش اسی طریقہ سے مصیبت زدہ کے لئے اللہ تعالےٰ کے حضور میں عافیت کے طلبگار ہیں - مگر مصیبت زدہ پر زیادہ واجب ہے کہ وہ اس بات پر عمل پیرا ہو - دوا پینا اور پرہیز کرنا کرنا مریض کے ذمہ ہے - دوسرے لوگ مرض کے ازالہ میں مریض کے مددگار ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے - حقیقت اس معاملہ کی یوں ہے کہ جو کچھ بھی محبوب حقیقی (اللہ تعالےٰ) کی طرف سے پہنچے اسے کشادہ پیشانی اور سینہ کی فراخی کے ساتھ قبول کرنا چاہیئے بلکہ اس سے حظ محسوس کرنا چاہیئے - وہ رسوائی اور بے عزتی جو منشا الٰہی کے مطابق ہو محب بندے کے نزدیک وہ اس عزت اور ناموس سے بہتر ہے جسے اس کا اپنا نفس چاہتا ہو - اگر محب کے دل میں یہ معنی نہ پائے جائیں تو بلا شبہ وہ محبت میں ناقص ہے بلکہ جھوٹا ہے ؎

گر طمع خواہد زمن سلطانِ دین
خاک بر فرقِ قناعت بعد ازیں

یعنے اگر شہنشاہِ حقیقی ہمت طامع دیکھنی چاہے تو قناعت کے سر پر ہمیں خاک (دھول) ڈالنی چاہیئے (جب مالک خرچ کرنے کو فرمائے تو ہمیں قناعت نہ کرنا چاہیئے

(از مکتوب ۵ دفتر دوم)

۴- نماز قائم کرنا

پنجگانہ نماز مومن مردوں اور عورتوں پر فرض ہے - اسلام کے ارکان خمسہ میں ایک نماز ہے - قیامت کے دن اوّل اس کے بارے میں پُرسش ہوگی -

حدیث (عن حضرت یحییٰ بن سعید رض) قیامت کے دن اول نماز دیکھی جائے گی - اگر نماز قبول ہوگئی تو پھر اور عمل اس کے دیکھے جائیں گے - ورنہ پھر کوئی عمل اس کا نہ دیکھا جائے گا - (موطا امام مالک رضی اللہ عنہ)

قیامت کے دن اہل جہنّم اپنی جن غلطیوں کا اعتراف خود آپ کریں گے - ان میں ایک بات یہ بھی ہوگی کہ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ (المدثر) ہم نماز نہ پڑھتے تھے -

ہمیں چاہیئے کہ نماز پنجگانہ با جماعت ادا کرتے رہیں - اور نماز کے سارے ارکان بجا لانے کی بڑی کوشش کریں - اور اس بات کا خیال رکھیں کہ نمازیں مستحب وقتوں پر ادا ہوں -" (مکتوب ۴۷ دفتر دوم از حضرت امام ربانی قدس سرہٗ)

عزیزو اتنے بڑے اہم رُکن کا بہت خیال رکھو - خود نمازی بنو - گھر میں عورتوں اور بچّوں کو نمازی بناؤ - نمازوں کی حفاظت کرو - نماز کے مسائل سیکھتے سکھاتے رہو تاکہ ہماری نمازیں صحیح ہو جائیں -

حضرت ابو ہریرہ رض کو نماز کا اس قدر شوق تھا کہ رات کے تین حصّے کرتے ایک حصّہ خود جاگ کر نماز پڑھتے - دوسرے حصّے میں بیوی کو جگا دیتے - اور تیسرے حصّے میں خادم کو - تینوں باری باری ساری رات نماز میں گزار دیتے - (سیرۃ الصحابہ رض)

۵- اللہ تعالےٰ کے دیئے ہوئے میں سے خرچ کرنا

حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ حقوق العباد کا دھیان بھی رکھتے ہیں - باقاعدہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے علاوہ اپنے اہل و عیال، پڑوسیوں، قرابتداروں، خادموں، حاجتمندوں اور مسکینوں پر خرچ کرتے رہتے ہیں -

حدیث شریف میں حضرت ابو سعید رض سے روایت ہے - مومن میں دو باتیں جمع نہیں ہوتیں - (۱) بخل اور (۲) بد خلقی -

صدقات کی جس قدر توفیق ہو اس قدر دیتے رہنا چاہیئے - تھوڑا میسّر ہو تو بہت کا انتظار کرکے تھوڑی نیکی کرنے سے نہ رہ جانا چاہیئے - کیونکہ جس نے ذرے برابر بھی بھلائی کی وہ اُسے دیکھ لے گا - " فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ (الزلزال)

حضرت مالک رض نے فرمایا ایک مسکین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا - اور اُن کے سامنے انگور رکھے تھے - اُنھوں نے ایک آدمی سے کہا - کہ ایک دانہ انگور کا اُٹھا کر اس کو دے دے - وہ شخص تعجب سے دیکھنے لگا - حضرت عائشہ رض نے کہا - کیا تُو تعجب کرتا ہے - حالانکہ ایک دانہ کئی ذرّوں کے برابر ہے (اور ایک ذرّے کا بھی ثواب ضائع نہ ہوگا -

(موطا امام مالک رض) (باقی دارد)

بقیہ دین و دُنیا صفحہ ۱۲ سے آگے

جس کا خلاصہ یہ ہے - مسلمانو! اُن لوگوں کو کیا ہوگیا ہے - جنھوں نے بلا وجہ دنیاوی خواہشات اور نعمتوں کو اپنے اُوپر حرام کر لیا ہے میں نے تو کبھی یہ حکم نہیں دیا کہ تم عیسائی عابدوں اور راہبوں کی طرح بن جاؤ - میری شریعت میں یہ بات نہیں ہے - کہ مسلمان گوشت کھانا ترک کریں عورتوں کے ساتھ معاشرت سے پرہیز کریں راہبوں کی طرح دُنیاوی تعلقات چھوڑ کر گوشہ نشین بن جائیں میری امت کی شناخت یہی ہے کہ گاہے بگاہے روزہ رکھیں اُن کی رہبانیت بس یہی ہے کہ راہِ خدا میں جان و مال سے کوشش کریں - اے لوگو! خدا کی بندگی کرو - کسی کو اس کا شریک نہ سمجھو - حج اور عمرہ بجا لاؤ - نماز پڑھو روزہ رکھو مگر ہر ایک کام میں اعتدال اور میانہ روی نہ چھوڑو - اپنے نفسوں پر سختی نہ کیا کرو - تاکہ خدا بھی تم پر سختی روا نہ رکھے جو لوگ جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں اُن کو ان ہی باتوں نے ہلاک کیا کہ انھوں نے اپنی جانوں پر سختی کی اس لئے خدا نے بھی اُن پر سختی کی - (باقی آئندہ)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

جب تُو نماز کے لئے کھڑا ہو تو یہ سمجھ کر پڑھ کہ یہ (تیری زندگی کی) آخری نماز ہے

(از جناب محمد اسلم صاحب تبسّم (ایمن آبادی) — (ملتان)

پیارے مسلمان بھائیو! اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں صحت و تندرستی عطا کی۔ ضروریاتِ زندگی مہیّا کیں تو کیا پھر ہمارے لئے یہ ضروری نہیں کہ ہم اس کے بندے بن کر رہیں؟ حمد و ثنا محض اُسی ربّ جلیل اور بے مثال پروردگار کے لئے مخصوص ہونی چاہئے۔ خُدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ہمیں اپنے دینی ارکان اور اسلامی روایات کو قائم رکھنے کے لئے ایک علیحدہ سلطنت مِل گئی۔ اللہ تعالےٰ کی ان تمام نعمتوں کی شکرگزاری ہم مسلمان بذریعہ نماز ادا کرتے ہیں۔ اور قرآن پاک میں کئی مرتبہ نماز کے متعلق ارشاد آیا ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ ط اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔

ترجمہ۔ اور نماز قائم کرو، بیشک نماز بڑے گناہوں اور بُرائیوں سے باز رکھتی ہے

دُوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَوٰتِھِمْ یُحَافِظُوْنَ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْوَارِثُوْنَ ہ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ط ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہ

ترجمہ۔ "اور جو لوگ اپنی نمازوں کی پابندی اور حفاظت کرتے ہیں (یعنی وقت مقرّرہ پر نماز پڑھتے ہیں۔ اور رکوع و سجود اطمینان سے ادا کرتے ہیں) وہی لوگ (دن قیامت کے) وارث ہوں گے۔ فردوس (جنّت) کے اور وہ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

قرآن پاک کی اس آیہ کریمہ سے یہ بات صاف ظاہر ہوتی ہے کہ ایک مسلمان کو نماز ادا کرنے کے ساتھ ساتھ اس امر کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ نماز میں کسی قسم کے دُنیا داری خیالات کو دل میں نہ لائے۔ بلکہ نماز کی نیّت کرتے وقت دل میں یہ خیال کرے کہ میں دُنیا کے پروردگار۔ عالمِ جہاں، حکمرانوں کے حکمران اور بے مثال اللہ کے سامنے کھڑا ہو رہا ہوں۔ بس اسی نیاز میں جُھکا جُھکا ساری نماز ادا کر دے۔ تو پھر دیکھئے کہ نماز کیا رنگ لاتی ہے۔

ایک جگہ ارشاد ہے۔

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتٰنِ ہ

ترجمہ۔ اور جو اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا پس اس کا مقام جنّت ہے۔

قرآن پاک میں جہاں نماز کے متعلق ذکر آیا ہے وہاں نماز کی پابندی اور حفاظت کے متعلق بھی سخت تاکید آئی ہے۔ اسی لئے جب آپ نماز کے لئے کھڑے ہوں تو یہ سمجھ کر پڑھنی چاہیئے۔ کہ یہ (میری زندگی کی) آخری نماز ہے۔ اس سے نہ صرف دل میں خوفِ خدا پیدا ہوگا بلکہ آپ نماز پڑھنے میں دوسروں کے لئے ایک اعلےٰ نمونہ پیش کر سکیں گے۔ اور موت سے آپ کبھی بھی بے خبر نہیں ہو سکیں گے۔ اللہ تبارک و تعالےٰ نے قرآن مجید میں یہ خوشخبری بیان کی ہے ارشاد ہے۔

وَبَشِّرِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَھُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ ط

ترجمہ۔ اور خوشخبری ہے اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ بیشک وہ جنّت میں رہیں گے جس کے بیچوں بیچ نہریں بہتی ہوں گی۔

اس کے برعکس دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَآ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ج ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ہ

ترجمہ۔ اور جو لوگ کافر ہوئے اور اُنہوں نے اللہ تبارک و تعالےٰ کی آیتوں کو جُھٹلایا پس وہی لوگ جہنّمی ہیں وہ اُس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔

اے میرے پیارے بھائیو و بزرگو! اللہ تعالےٰ کی اس آیہ کریمہ کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے اندر ایسی کمال کی صفتیں پیدا کرنے کی کوشش کیجئے۔ یہ وہ سورۂ پاک ہے جس کی تعریف کرتے ہُوئے امام شافعیؒ یوں بیان فرماتے ہیں۔ کہ اگر صرف یہی ایک سورت قرآن پاک میں ہوتی تو عقلمندوں اور دانشمندوں کے لئے کافی تھی۔ صحابہ کرامؓ اکثر ایک دُوسرے کو یہ سورۂ پاک سُنایا کرتے تھے۔

وَالْعَصْرِ ہ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ہ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ہ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ہ

ترجمہ۔ "زمانہ کی قسم۔ یقیناً انسان بیچ خسارہ کے ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے۔ اُنہوں نے اور وصیت کی انہوں نے حق کی۔ اور صبر کی وصیت کی۔" (وہ لوگ نفع میں ہونگے مراد ہے کہ دن قیامت وہی لوگ جنّت کے مالک بنیں گے۔

تشریح: اگر اس سورۂ پاک کے ترجمہ پر بغور نظر ڈالی جائے۔ تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے انسان کو کتنے خطرناک اور درد ناک عذاب سے بچانے کی خاطر قسم کھائی ہے جو ہماری عقل اور سمجھ سے بہت بعید ہے۔ اب بھی اگر انسان غفلت اور تساہل سے کام لے اور بے پروائی کا ساتھ نہ چھوڑے تو یقیناً وہ انسان خسارہ میں ہے۔

قرآن پاک کی قسمیں۔ قرآن پاک کی قسموں کا جہاں تک تعلق ہے وہ عام انسانی قسموں سے نسبت نہیں رکھتیں قرآن مجید کی قسمیں دلیل کے طور پر آتی ہیں تاکہ انسان ان پر غور و فکر کرکے اُس بات کو سمجھ سکے جو قسم کے بعد بیان کی جانے والی ہے۔ جیسا کہ اس سورۂ عصر میں ہے۔ وَالْعَصْرِ (قسم ہے زمانہ کی)

عصر:۔ اس سورۂ پاک کا نام ہے اور اسی لفظ "عصر" کی یہاں اللہ تبارک و تعالےٰ نے قسم کھائی ہے۔ اب اس سورۂ پاک کی علیحدہ علیحدہ تشریح کی جاتی ہے۔

اگر آپ دُنیا و آخرت میں حقیقی خوشی اور راحت کے مشتاق ہیں تو اس کی ایک اور صرف ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ آپ اپنے اندر چار صفات پیدا کیجئے گا۔ ان صفات کا خلاصہ حسب ذیل پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔

ا۔ ایمان ۔ ایمان کامیابی کا سب سے پہلا اصول ہے۔ یعنی پیغمبر پاکؐ کی تلقین

کی ہوئی حقیقتوں کو زبان سے ماننا۔ دل سے اُن کی سچائی اور نتیجہ خیز ہونے پر یقین رکھنا۔ اور اُن کے مطابق عمل کا ارادہ کر لینا۔ اگر زبان اور دل میں یگانگت نہ ہو تو یہ منافقت ہوگی۔ اور اگر یقین عمل میں یکسانیت نہ ہو تو ایسی صورت عزم و یقین ہرگز پیدا نہ ہوگا۔ جس سے یقینی نتائج پیدا ہوتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں ایمان عزم اور یقین کا خلاصہ ہے۔ جس کے بل بوتے پر ہی انسان دینی معاملات میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اس کے بغیر کوئی مسلمان، مسلمان کہلانے کا حقدار نہیں۔ اللہ اور اس کے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر بات کو دل و جان سے مان لینا ایمان کہلاتا ہے۔

۲۔ **عملِ صالح**۔ ایمان سے لطف اندوز ہونے کے بعد انسان پر اللہ تعالےٰ کی طرف سے دوسرا حکم نازل ہوتا ہے کہ وہ ایمان کو تازہ بہ تازہ رکھنے کے لئے نیک عمل کرے تاکہ دوسرے لوگ بھی اُس کی ان عادات اور موعظہ حسنہ سے کمال متاثر ہوکر اپنے اندر ایسی خصلت پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ جو امن کا باعث ہو۔ اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے نیز دُنیا کے کاروباری معاملات کے ساتھ ساتھ اس چیز کا بھی دھیان رہے کہ کسی جاندار کو اس کے ہاتھوں تکلیف نہ پہنچے۔ کسی سے ہرگز نہ جھگڑے۔ بلکہ خُلق کی تلوار سے اُس کا کام تمام کر دے۔ گو پانچوں وقت کی نماز پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ زکوٰۃ دینا اور حج کرنا عمل صالح کے بیمثال اور زریں اصول ہیں۔ مگر ان کے علاوہ حقوق العباد بھی مسلمان پر فرض ہیں۔ اگر ان کی ادائیگی میں کوتاہی کی جائے گی۔ پھر محض رسمی نماز ہوگی۔ ایک بزرگ عمل صالح کی تعریف یوں فرماتے ہیں۔ کہ "عمل صالح کامیابی کا دوسرا اصول ہے۔ جس کے معنی نیک کام اور درست عمل ہیں۔ محض عمل کچھ نہیں۔ جب تک اس میں درستی اور پاکیزگی نہ ہو۔ محض مذہبی عبادات کو ہی عمل صالح نہیں کہا جاتا۔ بلکہ زندگی کے ہر شعبہ میں کردار کی درستی کو اعمالِ صالح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔" اسلام زمانے میں انسانیت، کردار اور خلق سکھانے کے لئے بھیجا گیا ہے۔ جو قوم کردار میں بلند ہوگی وہی دُنیا میں کامیاب ہوگی۔

۳۔ **تواصوا بالحق** کے معنی حق کی وصیت کرنا ہے۔ یعنی درستی اور صداقت خصوصاً دین و اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کرنا۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے۔" کہ صحیح مومن اور جنت کا حقدار وہ شخص ہے جو جابر سے جابر اور ظالم سے ظالم حکمران کے سامنے حق کا کلمہ کہنے سے نہ ڈرے۔" اب آپ ہی اندازہ لگا لیجئے گا، کہ اللہ تعالےٰ نے اشاعت اسلام پر کتنا زور دیا ہے۔ نیز حق کی تلقین کرنے والو کے لئے بہت بڑے اجر کا ذکر کلام اللہ میں درج ہے۔

۴۔ **صبر**۔ شدائد و مشکلات کا مقابلہ کرنا۔ اور دوسرے ساتھیوں کو بھی صبر و ثبات کی تلقین کرنا کامیاب دستور العمل اور اسلام کا لازمی جزو ہے۔ کوئی بھی انسان مشکلات اور تکلیفوں کے اندھا دھند پہاڑ کو عبور نہیں کر سکتا۔ جب تک وہ صبر کو ہم سفر نہ سمجھ لے۔ صبر ایمان کے ساتھ ساتھ ایک لازمی اور اہم جزو ہے۔ ورنہ اس کے بغیر کامیابی کا مسئلہ ادھورا ہوکر رہ جاتا ہے۔ تاریخ اسلام کے اوراق کو اگر پلٹا جائے۔ تو ہمیں اس بات کو ماننا پڑیگا کہ مسلمانوں نے صبر سے کیا کیا کامیابیاں حاصل کیں۔ انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حالات کو دیکھا جائے تو بھی یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اُنہوں نے رکس غضب کے امتحان صرف صبر سے پاس کئے۔ حضرت ایوبؑ، حضرت یونسؑ، حضرت یعقوبؑ گویا تمام جلیل القدر ہستیوں کو بھی امتحان دینا پڑا۔ حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں جانا پڑا۔ حضرت امام حسینؓ کو کربلا معلّی کی تپتی ہوئی ریت پر آزمایا گیا۔ اگر اس درد ناک اور غضبناک واقعہ کا مطالعہ کیا جائے تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کیا وجہ تھی کہ وہ کامیاب ثابت ہوئے؟ صرف ایمان اور صبر کی طاقت کے بل بوتے پر وہ ثابت قدم رہے۔ نیز اللہ تعالےٰ کی رحمت اُن کے شاملِ حال تھی۔ کیونکہ اُن کا ایمان، ایمان تھا۔

سبق۔ اس سورۂ پاک سے ہم کو یہ سبق اور درس ملتا ہے۔ کہ مسلمانوں کو عالمگیر بد حالی سے نجات پانے کے لئے ان اصولوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ اگر آج مصائب میں پھنسی ہوئی ہماری قوم ایک استوار اور دائمی امن چاہتی ہے۔ تو اس کو ایمان، عمل صالح، اشاعتِ حق اور صبر کے اصولوں کو اپنا لینا چاہئے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

تبصرہ

(تبصرہ کے لئے کتاب کے دو نسخوں کا آنا ضروری ہے)

انوار القرآن (دو جلد)

مصنفہ مولانا عبد الرحمٰن صاحب خطیب جامع مسجد کلاں کوٹ فتح دین خاں قصور ضلع لاہور

ضخامت۔ جلد اوّل ۲۲۰ صفحات

جلد دوم ۲۸۰ صفحات

سائز ۲۰×۲۶

کاغذ، کتابت، اور طباعت عمدہ

قیمت غیر مجلد مبلغ پانچ روپیہ فی جلد

ملنے کا پتہ۔ ادارہ اشاعت قرآن و حدیث جامع مسجد کوٹ فتح دین خاں قصور ضلع لاہور

در اصل انوار القرآن دو جلدوں میں ایک لغات القرآن ہے۔ جو ادارہ اشاعت قرآن و حدیث کے سلسلۂ تصنیف و تالیف کی پانچویں اور چھٹی کتابیں ہیں۔ لغات القرآن میں الفاظ کی ترتیب حروف تہجی کے لحاظ سے ہوتی ہے لیکن انوار القرآن میں الفاظ کی ترتیب قرآن مجید کی سورتوں کے مطابق ہے۔ دوسری جلد بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے پہلے شائع ہوئی تھی اس لئے اس میں فاضل مولف نے کتاب کا تعارف ان الفاظ میں خود کرایا ہے۔

" قرآن مجید کا جو کلمہ یا جو جملہ لفظی تشریح یا معنوی توضیح کے لئے اس میں نقل کیا گیا ہے وہ جس مقام اور جس محل پر ازل سے نصب ہو چکا ہے وہیں قائم رکھا گیا ہے اپنی جملی ترکیب کی خاطر اس کو ماقبل اور مابعد سے جدا نہیں کیا گیا۔ قرآن مجید تلاوت کرنے والا بوقت تلاوت اس کو اپنی ایک جانب رکھ لے۔ علی الترتیب مشکل کلمات اور مجمل جملات کی تشریح و توضیح پیش نظر آتی رہے گی۔ یہ بات اُردو تراجم اردو تفاسیر میں بلکہ اکثر عربی تفاسیر میں بھی نہیں ملے گی۔"

کتاب میں مشکل الفاظ کے معانی اور مطالب کے علاوہ حسب ضرورت الفاظ کی نحوی و صرفی ترکیب اور تھوڑی سی تفسیر بھی شامل کر دی گئی ہے۔ جس سے علوم قرآنیہ کا ایک مختصر سا مرقع بن گئی ہے۔ قرآن مجید کے متعلق مختلف زبانوں میں بیشمار کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ اور ہر کتاب اپنی

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

بچوں کا صفحہ

جھوٹ تمام برائیوں کی جڑ ہے

(از جناب سخی محمد صاحب عطائی ہیڈ ماسٹر سکول چک ۳۰۷ ای بی تحصیل وہاڑی)

۱- پیارے بچو! تم نے کبھی یہ بھی خیال کیا ہے کہ ہم سے صغیرہ و کبیرہ گناہ کیوں ہوتے ہیں۔ شاید تمہیں معلوم نہ ہو۔ آئیے ذرا اس مضمون کو پڑھیں۔ "تمام چھوٹے اور بڑے گناہ جھوٹ کی وجہ سے ہُوا کرتے ہیں۔ جیسا کہ بعض بچوں کی عادت ہے کہ کسی لڑکے کی دوات، سیاہی کی پڑیا۔ قلم یا پنسل وغیرہ چوری اُٹھا لی۔ جب اسی بچارے نے پوچھا۔ صاف کہہ دیا کہ بھئی پتہ نہیں۔ کس نے آپ کی یہ چیز اُٹھائی ہے۔ یا سبق یاد نہ کیا اور ویسے ہی بہانہ بنا کر کہہ دیا کہ اُستاد صاحب آج مجھے گھر والوں نے کام پر لگائے رکھا۔ اُدھر گھر والوں سے دریافت کیا تو صاف جھوٹ نکلا یاد رکھو! ایسے بچے کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔ اور جھوٹ بول بول کر اپنی عاقبت خراب کر لیتے ہیں۔ جھوٹے بچوں کو نہ اُستاد صاحب اچھا سمجھتے ہیں۔ اور نہ طلباء اللہ میاں اور اس کے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جھوٹے انسان کو پسند نہیں فرمایا۔ بلکہ لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ" سے پکارا ہے۔ یعنی جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہو۔

پیارے بچو! جھوٹ بولنے والے کی بدبو سے فرشتے بھاگ جاتے ہیں۔ ہر انسان اسے بُرا بھلا کہتا ہے۔ نیز جھوٹا شخص بے اعتبارا ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ جھوٹوں پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ جھوٹا آدمی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں پہنا دیا جاتا ہے۔ اور ایسے شخص کا ٹھکانا بھی دوزخ کی دہکتی ہوئی آگ میں ہوگا۔

۲- ایک شخص بارگاہ نبویؐ میں حاضر ہُوا۔ اور عرض کی کہ یا حضرت مَیں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔ بشرطیکہ جُوا۔ زنا۔ شراب خوری۔ چوری وغیرہ نہیں چھوڑوں گا۔ آپ نے فرمایا اچھا سب کام کرتے رہنا مگر ایک بات ضرور ماننا پڑے گی۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہؐ وہ کیا بات ہے۔ آپ نے فرمایا۔ جھوٹ نہ بولنا۔ نیز رات بھر جو کام کرو صبح سچ سچ بتا دیا کرنا۔ اس نے یہ بات مان لی۔

وہ شخص واپس چلا گیا۔ رات کو حسبِ معمول چوری کے لئے نکلا جھٹ دل میں خیال آیا کہ یہ کام جو مَیں کر رہا ہوں۔ کل صبح دربارِ نبویؐ میں حاضر ہو کر بھری محفل میں سچ سچ بتا دینا پڑے گا۔ اور بھری محفل میں خود مجھے شرمندگی اُٹھانا پڑیگی۔ فوراً ہچکچایا اور تمام افعالِ قبیح سے توبہ کر لی۔ صبح دربارِ نبویؐ میں حاضر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔ تمام بُرے کام ترک کر دیئے۔ یہ تھی سچائی کی برکت۔

۳- کہانی۔ کہتے ہیں کہ ایک ٹیلے پر ایک لڑکا بکریاں چرایا کرتا تھا۔ گاؤں بھی قریب تھا۔ لڑکے نے سوچا کہ آج جھوٹ بول کر گاؤں والوں کو پریشان کروں۔ چنانچہ اُس نے زور زور سے یوں پکارا۔ "شیر آیا شیر آیا دوڑنا" گاؤں والے بھاگ کر آئے۔ اور لڑکے سے پوچھا کہاں ہے شیر۔ اس نے کہا مَیں نے تو جھوٹ بولا تھا۔ دُوسرے دن پھر اس نے اسی ٹیلے پر چڑھ کر پکارا۔ "شیر آیا شیر آیا دوڑنا" گاؤں والے دوڑ کر آئے۔ دیکھا تو صاف جھوٹ تھا۔ بیچارے کھسیانے ہو کر واپس چلے گئے۔ تیسرے روز اسی ٹیلے پر بکریاں چرا رہا تھا۔ کہ اچانک کسی طرف سے سچ مچ شیر آ نکلا۔ لڑکا ڈر سے چلّا رہا تھا۔" کہ "شیر آیا شیر آیا دوڑنا۔" گاؤں والوں نے کہا۔ اس کمبخت نے پہلے بھی دو دفعہ جھوٹ بولا تھا۔ اب بھی جھوٹ ہوگا۔ گاؤں سے باہر کوئی نہ نکلا نتیجہ یہ ہُوا کہ شیر لڑکے کو ہمیشہ کے لئے ختم کر گیا۔

پیارے بچو! یہ تھا جھوٹ کا انجام اگر یہ لڑکا جھوٹ نہ بولتا تو اُس کا یہ حشر نہ ہوتا۔ لہٰذا کسی بات پر بھی جھوٹ نہ بولنا چاہیئے۔

نظم

پیارے بچو اے پیارے بچو
سچ کا ہمیشہ دامن پکڑو
جھوٹ سے بچو اے پیارے بچو
راست گوئی کو دل میں رکھو
سانچ کو نہیں آنچ ہمیشہ
سچ دلائے نجات ہمیشہ
لعنت ہو خدا کی اُن پر
جھوٹ کی باتیں جن کو ہوں ازبر
جھوٹ ذرا جب دل میں آئے
نیک کام سب چھین لے جائے
فرشتوں نے کہا عطائی زروئے عتاب
دہنِ کاذب سے آتی ہے بو خراب

بقیہ احادیث الرسولؐ صفحہ ۲ سے آگے۔

پسلیاں ادھر نکل آتی ہیں۔ پھر اُس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کیا جاتا ہے۔ جس کے پاس لوہے کا گرز ہوتا ہے۔ (ایسا گرز) کہ اگر اس کو پہاڑ پر مارا جائے تو وہ مٹی ہو جائے۔ وہ اس گرز سے اس کو مارتا ہے جس کی آواز مشرق سے مغرب تک تمام مخلوقات سُنتی ہے۔ مگر انسان اور جن نہیں سُنتے۔ اور اس ضرب سے اس کی مٹی ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد پھر اس کے اندر رُوح ڈالی جاتی ہے (احمد ابو داؤد)

بقیہ تبصرہ صفحہ ۱۸ سے آگے

جگہ مفید ہے۔ انوار القرآن ان میں ایک تازہ اضافہ ہے۔ جس کا مطالعہ قرآن مجید کے طالب علم کے لئے فائدہ سے خالی نہ ہوگا اللہ تعالےٰ فاضل مولف کی قرآن مجید کی اس خدمت کو قبول فرمائے۔ اور مسلمانوں کو اس کے مطالعہ سے مستفیض ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا الہ العالمین۔

ایڈیٹر
عبدالمنان چوہان

شرح چندہ

سالانہ .... ۱۲ روپے
ششماہی .... ۷ روپے
سہ ماہی .... ۳½ روپے

شرح اشتہارات

آخری صفحہ ۴ روپے فی انچ سنگل کالم
اندرون ۳ روپے فی انچ سنگل کالم

پنجاب پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔